جشنِ آمدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ

بلوغ المامول

مصنف

فضیلۃ الشیخ عیسیٰ بن عبد اللہ بن مانع الحمیری

ڈائریکٹر محکمہ اوقاف دوبئی

مترجم

فضیلۃ الشیخ الاستاذ محبوب احمد چشتی

خطیب محکمہ اوقاف پنجاب (پاکستان)

ناشر

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور

نام کتاب	----	جشن آمد رسول ﷺ (ترجمہ) بلوغ المأمول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول
مصنف	----	فضیلۃ الشیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری
مترجم	----	مولانا محبوب احمد چشتی (مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور)
مؤید	----	مولانا قاری فقیر احمد چشتی (مدرس جامعہ ہجویریہ داتا گنج بخش لاہور)
مصحح	----	مولانا محمد سلیم اختر چشتی (ڈائریکٹر ہاشمی ماڈل ہائی سکول چونگی امر سدھو لاہور)
کمپوزنگ	----	**ورڈز میکر**
تاریخ اشاعت	----	اپریل ۲۰۰۷ء
تعداد	----	گیارہ سو
صفحات	----	۹۶
طابع	----	اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	----	شبیر برادرز لاہور
قیمت	----	روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ رضویہ داتا دربار لاہور

مکتبہ نعیمیہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

جامعہ سراجیہ شاہ کمال گنج مغل پورہ لاہور

فہرست

اصل کتاب میں موجود عربی اشعار کا ترجمہ

صاحبِ ذوقِ لطیف 'معنوی طور پر محبت' حاصل کرتا ہے
اور اس سے خالی محبت کی چاشنی سے محروم رہتا ہے

اور ہر ایک صاحب ذوق' آپ کی محبت کی لذت سے سرشار رہتا ہے
جب کہ محروم' محروم ہی رہتا ہے کیونکہ اسے تو شہد بھی زہر محسوس ہوتا ہے

....

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں شاہِ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے میرا کامل ایماں ہو نہیں سکتا

الاهداء

عشق ومحبت حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے
جلیل القدر مبلغین وائمہ کرام
کے نام

☆ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ امام احمد رضا قادری بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ فضیلۃ الشیخ السید علوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ النعیمی الاشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

☆ شیخ الاسلام والمسلمین علامہ مولانا غلام جہانیاں معینی رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی دارالعلوم جامعہ معینیہ ڈیرہ غازی خان

☆ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی دارالعلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

☆ مفتی پاکستان علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/ شیخوپورہ

☆ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا محمد ظہورالحسن معینی قریشی رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق خطیب مرکزی جامعہ مسجد بلاک نمبر 3 ڈیرہ غازی خان

گر قبول افتد زہے عزوشرف

محبوب احمد چشتی

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

نشانِ منزل

محمد منشا تابش قصوری

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ

پاکستان میں علوم وفنونِ اسلامیہ کی درسگاہوں میں جو خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کا نام سرفہرست ہے۔ ایک وقت تھا جب جامعہ نعمانیہ اور حزب الاحناف اس فیلڈ میں اپنا نام اور مقام رکھتے تھے' مگر ''تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ '' کے تحت اب یہ عظمت و رفعت مذکورۃ الصدر درسگاہوں کی طرف منتقل ہوئی' دعا ہے اللہ تعالیٰ ان اداروں کی شان و شوکت کو مزید عروج عطا فرمائے اور علوم وفنونِ اسلامیہ کے یہ بحرین پوری آب و تاب سے علماء وفضلاء' محققین و مصنفین' خطباء ومترجمین پیدا فرماتے رہیں۔

راقم السطور جب پیش نظر نشانِ منزل رقم کیا چاہتا تھا تو معاً زبان پر یہ آیت کریمہ جاری ہوگئی۔ ''مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ – يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ '' اور میرے حاشیۂ خیال پر ملتِ اسلامیہ کے یہ دو مرکزی ادارے اُبھرے جن سے آج بیسیوں علمی ''لُؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان'' نکل رہے ہیں نیز اپنی آب و تاب علمیہ سے قوم وملت کو چمکا اور سجا رہے ہیں۔

انہیں میں سے ایک قابلِ قدر ہمارے تربیت یافتہ مولانا محبوب احمد چشتی ہیں جنہیں جامعہ نظامیہ رضویہ سے فیوضات و برکاتِ علمیہ حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور آج انہیں ثمرات کو جامعہ نعیمیہ میں باحسن وجوہ تقسیم فرما رہے ہیں۔

نہ صرف آپ قابل اور مخلص ترین مدرس ہیں بلکہ بہترین خطیب اور نہایت عمدہ

ثناء خوانِ حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بھی ہیں۔ نیز آپ نے علم کو قلم سے مزین کرنے کی طرح ڈال رکھی ہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف اور مترجم ہونے سے بھی شاد کام ہیں۔

زیب نظر عربی کتاب "بلوغ المأمول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول ﷺ" کا نہایت عمدہ اور خوبصورت ترجمہ کرنے کی نعمت سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ جس کے مصنف فضیلۃ الشیخ عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری ڈائریکٹر محکمہ اوقاف دبئی ہیں، عجیب اتفاق ہے کہ مولانا موصوف محکمہ اوقاف پنجاب (پاکستان) کی طرف سے مسجد وزیر اعلیٰ ہاؤس میں امامت وخطابت کے منصبِ علمی پر فائز ہیں۔

موصوف نے اس سے قبل نزہۃ الواعظین ترجمہ درۃ الناصحین اور الصحیح المسلم کا ترجمہ کیا اور ابوداؤد شریف کا ترجمہ بھی عنقریب آپ ہی کی طرف سے آ رہا ہے۔ ازیں قبل اپنے طالبِ علمی کے دور میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مجلّہ "سہ ماہی لوح و قلم" کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے قلمی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ کبھی کبھی ماہنامہ عرفات جامعہ نعیمیہ بھی آپ کے مضامین سے مستفیض ہوتا رہتا ہے، جس کے مدیر اعلیٰ مولانا مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ ہیں۔ اس علمی مجلّہ میں حضرت شیخ الفنون علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی مدظلہ العالی کے گرانقدر مقالات رسالہ کی عظمت کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر زیبِ نظر مختصر مگر جامع کتاب کا نہایت وقیع مقدمہ بھی آپ کے قلم کا شاہکار ہے۔ قارئین اس تقدیم سے بے حد استفادہ کر سکتے ہیں۔

علامہ صاحب جو کچھ تحریر کرتے ہیں پوری لگن، محنت اور محبت سے لکھتے ہیں، بلکہ لکھنے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ اُردو، فارسی، عربی کے مترجم اور اعلیٰ سطح کے ترجمان ہیں۔ علمائے اہل سنت میں آپ ایک منفرد حیثیت سے ممتاز ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خصوصی نعمتوں سے مزید مالا مال فرمائے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کا خلاصہ حضرت الحاج پیر سیّد نثار قطب علی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نبیرہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علی پور سیداں (سیالکوٹ) نے جامعیت کے ساتھ قلمبند فرمایا تھا' بطور تبرک اسے شامل کتاب کیا جارہا ہے۔ مرحوم اعلیٰ پایہ کے عالم اور صاحبِ بصیرت شاعر تھے۔ انہوں نے نہایت درویشانہ زندگی گزاری نیز وہ مستجاب الدعوات شخصیت تھے۔عزیز القدر مولانا محبوب احمد چشتی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ' مدرس جامعہ نعیمیہ نے بھی ان سے حظ وافر حاصل کیا۔

مولیٰ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس ترجمہ کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ نیز مکرم جناب ملک شبیر حسین صاحب بانی ادارہ شبیر برادرز کو بیش ہا بیش کتب دینیہ شائع کرنے کی سعادت مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دعا گو

محمد منشا تابش قصوری (مریدکے)

صدر شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ/ ۶ فروری ۲۰۰۵ یک شنبہ

مقدمہ

از- علامہ مولانا غلام نصیرالدین چشتی

تاریخ ولادت مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت باسعادت قدماء کے نزدیک زیادہ معروف اور مختار قول کے مطابق بروز پیر تاریخ بارہ ربیع الاول عام الفیل، مطابق بائیس اپریل ۵۷۱ءؔ بمطابق یک جیٹھ ۶۲۸ (چھ سو اٹھائیس) بکرمی طلوع صبح صادق، قبل طلوع آفتاب ہوئی۔

بقول قاضی سلمان منصور پوری اس دن مکہ معظمہ صبح صادق کا طلوع ۴ بج کر ۲۰ منٹ پر ہوا تھا اور ایک جیٹھ کی تاریخ کو شروع ہوئے ۱۳ گھنٹے ۱۶ منٹ دن صبح صادق کا طلوع ۹ بج کر ۵۷ منٹ پر ہوا تھا؟

(ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور ص ۵۸ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر اکتوبر ۱۹۹۲ء)

محمد مصطفیٰ آئے بہاروں پر بہار آئی
زمین کو چومنے جنت کی خوشبو بار بار آئی
وہ آئے تو منادی ہوئی صائم زمانے میں
بہار آئی ، بہار آئی ، بہار آئی بہار آئی
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں "کلمہ نور" کا

چاند چمک رہا ہے، ستارے کھل رہے ہیں نور کی پھوار پڑ رہی ہے ...... اچانک غلغلہ بپا ہوا ایک ندا دینے والا ندا دے رہا تھا۔ لوگو! صدیوں سے جس ستارے کا انتظار

تھا، دیکھو دیکھو آج وہ طلوع ہو گیا۔آج وہ آنے والا آ گیا۔ وادی مکہ کے سناٹے میں یہ آواز گونج گئی سب حیران یہ ماجرا کیا ہے؟ کس کا انتظار تھا؟ ہاں سونے والو جاگ اٹھو آنے والا آ گیا۔نور کی چادر پھیل گئی ،میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں۔ شام کے محلات نظر آنے لگے سارے عالم میں چاندنی ہو گئی۔ہاں یہ کون آیا سویرے سویرے؟ وہ کیا آئے رحمت کی برکھا آ گئی،نور کے بادل چھا گئے ،دور دور تک بارش ہو رہی ہے،چاندی بہ رہی ہے حد نظر تک نور کی چادر تنی ہے عجب سماں ہے،عجیب منظر ہے۔ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا۔

تاریکیاں چھٹ گئیں،روشنیاں بکھر گئیں ،جدھر دیکھو نور ہی نور جدھر دکھو بہار ہی بہار ،تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے،مسرتیں پھوٹ رہی ہیں،رنگینیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں،سارا عالم نہایا ہوا ہے،ذرّے ذرّے پہ مستی چھائی ہوئی ہے،ہاں یہ اجلا اجلا سا سماں یہ مہکی مہکی سی فضائیں،یہ مست مست ہوائیں جھوم جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گا رہی ہیں۔

ہاں بہار آئی !بہار آئی۔زندگی میں بہار آئی۔دماغوں میں بہار آئی۔روحوں میں بہار آئی...... علم وحکمت میں بہار آئی......تہذیب وتمدن میں بہار آئی......فکر وشعور میں بہار آئی عقل وخرد میں بہار آئی...... برسوں کی ہتھکڑیاں کٹ گئیں ......مندی مندی سی آنکھیں روشن ہو گئیں...... بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں......رندھی رندھی سی آوازیں کھنکھنانے لگیں۔ڈوبتے ہوئے ابھرنے لگے۔سہمے ہوئے چہکنے لگے،روتے ہوئے ہنسنے لگے۔صدیوں سے پسے ہوئے دبے ہوئے سرفراز ہونے لگے۔خون کے پیاسے محبت کرنے لگے۔ ہارنے والے جیتنے لگے بکھرے خیال یکجا ہو گئے،منتشر قوتیں سمٹ گئیں،ضعف وناتواں ایک قوت بن کر ابھرے اور دنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان ''احسن تقویم'' میں بنایا گیا اشرف المخلوقات کے منصب عالی پر فائز کر کے خلافت الٰہیہ سے سرفراز کیا گیا......زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب تکنے لگے ،سب دیکھنے لگے،لب

تمنائیں کرنے لگے، وہ کیا آئے کائنات کا ذرّہ ذرّہ دلکش و دل ربا معلوم ہونے لگا۔

ہاں ہاں آج ان کی آمد کا دن ہے، آج عید کا دن ہے آج خوشی کا دن ہے ایسا حسین انقلاب آیا کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ایسی بہار آئی کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ ایسا حسین آیا کہ دنیا نے ایسا حسین تو کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہاں

بے مثال کی ہے مثال وہ حسن
خوبی یار کا جواب کہاں؟

ظہور قدسی

خیابان ہستی اجڑا پڑا تھا۔ خزاں کی چیرہ دستیوں سے گلوں کی نکہت افشانیوں اور عنادل کی نغمہ ریزیوں کی یاد تک بھی گلدستہ طاق نسیان بن چکی تھی۔ روشیں ویران تھیں اور آب جوئیں خشک۔ جہاں کبھی سبزہ نو دمیدہ جنت نگاہ ہوا کرتا تھا۔ وہاں خاک اڑ رہی تھی۔ یاس و قنوط کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگور گھٹا اٹھی جس کا ہر قطرہ بہار آفرین اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی یہاں تک کہ گلزار عالم میں پھر آثار حیات نمودار ہونے لگے۔ انسانیت کے پژمردہ چہرے پر پھر شباب وقوت کی سرمستیاں ظہور پزیر ہونے لگیں۔ خود داری، عزت نفس۔ شجاعت و ایثار کے افسردہ درختوں عریاں شاخوں کو ازسرنو خلعت برگ و بار عطا ہوئی۔ قمریوں نے پھر نغمہ عفت قلب ونظر چھیڑا۔ توہمات و عقائد باطلہ کے قفس کی تیلیاں ایک ایک کرکے ٹوٹیں اور ہمائے بشریت کو توحید کی مقدس ومطہر رفعتوں سے پھر دعوت پرواز آنے لگی دنیا والوں نے اسے شوخ وشنگ اور خیرات و برکات سے پکارا۔ عالم بالا کے مکینوں نے اسے "احمد" (اپنے رب کا زیادہ ثنا خوان) کہا لیکن حقیقت کی دل فریبیوں سے نقاب اٹھا جب اس کے خالق و پروردگار نے اسے اپنی کائنات سے یوں روشناس کیا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء)

اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے

صرف سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(ضیاء الامۃ حضرت پیر کرم شاہ صاحب دامت فیوضہم)

صبح بہاراں

چمنستانِ دہر پر بار ہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں۔ چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں......لیکن آج کی تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دھر نے کروڑوں برس صرف کردیئے۔سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا کارکنان قضا وقدر کی بزم آرائیاں۔عناصر کی جدت طرازیاں ماہ خورشید کی فروغ انگیزیاں۔ابرو باد کی چیرہ دستیاں عالم قدس کے انفاس پاک۔توحید ابراہیم۔جمال یوسف۔معجز طرازی موسیٰ۔جان نوازی مسیح۔سب اسی لیے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں بار شاہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز،وہی ساعت ہمایوں ،وہی دور فرخ فال ہے ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسری کے چودہ کنگرے گر گئے آتش کدہ فارس بجھ گیا۔دریائے سادہ خشک ہوگیا۔لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسری نہیں بلکہ شان عجم ،شوکت روم۔اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے۔آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر،آتش کدہ کفر۔آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی بت کدے خاک میں مل گئے۔شیرازہ مجوسیت بکھر گیا۔نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلغلہ اٹھا۔چمن ستان سعادت میں بہار آگئی۔آفتاب ہدایت کی شعائیں ہر طرف پھیل گئیں۔اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا۔یعنی عبداللہ کا یتیم۔جگر گوشہ آمنہ ،شاہ حرم،حکمران عرب فرماں روائے عالم شہنشاہ کونین عالم قدس سے عالم امکان تشریف فرمائے عزت واجلال ہوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ (علامہ شبلی نعمانی)

جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا جواز

آؤ کہ پھر بسائیں دلوں کی یہ بستیاں
گھر گھر نبی کے ذکر کی محفل سجائی جائے
ذہنوں کی تیرگی کا مداوا اسی میں ہے
ہر دل میں شمع عشق محمد جلائی جائے

(اعظم چشتی)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے جواز اور استحسان میں اکابر اہل اسلام کی کبھی بھی دو رائیں نہیں رہیں کیونکہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان محافل میں آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہوتا ہے۔آپ کے فضائل و مناقب اور آپ کے شمائل و خصائل کا بیان ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جس کا کوئی بھی انکار کر سکے۔

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت یحییٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل اور خصائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کے محامد کا بھی بکثرت ذکر ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تلاوت کی دولت عطا کی ہے اس سے یہ آیات مخفی نہیں ہوں گی۔

قرآن مجید میں یہ بھی ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ۔

اور یہ بھی ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا بیان کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نعمت بھی ہیں اور رحمت بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب کہ انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔

اور فرمایا: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر

تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مادی، روحانی، دینی، دینوی، فانی، باقی آنی اور جاودانی ہزار ہا نعمتیں عطا فرمائیں۔اوران میں سے ہر عطیہ ہمارے لئے اس کا عظیم کرم اور مہربانی ہے لیکن یہ سب نعمتیں ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ملی ہیں اس لئے آپ کی ولادت پر خوشی منانا عین حکم قرآنی ہے اہل اسلام اور بزرگان دین کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانا آپ کے فضائل ومناقب اور آپ کے شمائل وخصائل کو مجالس اور محافل میں بیان کرنا سال کے تمام ایام میں عموماً اور ماہ ربیع الاول میں خصوصاً مستحب ہے اورصدقات وخیرات کے ہدایا آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرنا ایصال ثواب کرنا اکابر اہل اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔

میلاد شریف ماہ ربیع الاول میں کیوں منایا جاتا ہے

اب صرف یہ سوال رہ جاتا ہے کہ میلاد شریف ماہ ربیع الاول میں کیوں منایا جاتا ہے؟اور خصوصاً بارہ تاریخ کیوں متعین ہے؟

اس کا جواب یہ ہے شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ یہ ایسی تعیین نہیں ہے جیسے یکم شوال عیدالفطر کے لئے اور نو(۹) ذی الحج، حج کے لئے معین ہے،یا رمضان کا مہینہ روزوں کے لئے معین ہے۔یا جیسے غروب آفتاب اور طلوع فجر مغرب اور فجر کی نمازوں کے لئے معین ہیں۔میلاد شریف سال کے بارہ مہینوں میں کیا جاسکتا ہے اوراس پر عمل بھی ہوتا ہے۔لیکن ربیع الاول کے مہینہ اور بارہ تاریخ کی اس لئے خصوصیت ہے کہ اس ماہ اور اس تاریخ میں آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے دن روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایااس دن میں پیدا ہوا اوراسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی

(مسلم شریف کتاب الصیام جلد سوم)

آپ نے پیر کے روزوں کا سبب یہ بیان کیا کہ اس دن میں پیدا ہوا اس سے معلوم ہوا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم میلاد کی خوشی کی اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یوم میلاد کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اب رہا یہ سوال کہ دور رسالت ،خلفائے راشدین کے زمانے اور بنوامیہ کے دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروجہ ہیئت وشکل اور اس اہتمام کے ساتھ کیوں نہیں منائی گئی؟ ڈاکٹر علی الجندی نے اس کی وجوہ بتائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے (دیکھئے نفع الازھار فی مولد المختار ص۱۳۰ مطبوعہ مصر بحوالہ خطبات و مقالات علامہ محمد صدیق ہزاروی)

ڈاکٹر علی اجندی لکھتے ہیں ’’چونکہ یہ تقریب خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات سے متعلق تھی اور آپ دیگر سلاطین کی طرح اپنی تشہیر نہیں چاہتے تھے بلکہ تواضع اختیار فرماتے تھے اس لئے آپ نے اس انداز میں عید میلاد کو رواج نہیں دیا۔

خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) میں سے پہلے دو خلفاء کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا جب کہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دور حکومت فتنہ وفساد کا زمانہ تھا اس لئے ان کی کامل توجہ ان امور کی طرف رہی اور جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوسکی۔بنوامیہ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ وسیع تھا نیز اس دور میں بغاوتوں کے قلع قمع کرنے کی طرف توجہ زیادہ تھی لہٰذا اس طرف کما حقہ توجہ نہ دی جاسکی۔

آپ کی ولادت کا فلسفہ

علامہ ابن الحاج نے ماہ ربیع الاول کے سلسلہ میں ایک ایمان افروز نکتہ بیان فرمایا۔لکھتے ہیں۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی ماہ رمضان میں نہیں ہوئی جس میں قرآن مجید نازل ہوا نہ لیلۃ القدر میں ہوئی نہ حرمت والے مہینوں میں نہ شعبان کی پندرھویں شب نہ جمعہ کے دن نہ اس کی شب میں۔

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں۔اس کا جواب چار طریقوں سے ہے۔

- پہلا طریقہ: یہ ہے کہ درخت اور پھل وغیرہ پیر کے دن پیدا کئے گئے اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ انسان کی مادی حیات کے اسباب جس طرح پیر کے دن بنائے گئے اسی طرح اس کی روحانی حیات کا سبب کامل بھی پیر کے دن پیدا کیا گیا۔
- دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ ربیع کے معنی ہیں ''بہار'' اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ انسانیت کا گلشن صدیوں سے آباد تھا لیکن اس میں بہار اس وقت آئی جب آپ کی ولادت ہوئی۔
- تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ فصل ربیع تمام فصول میں افضل ہوتی ہے اسی طرح آپ کی شریعت بھی تمام شریعتوں سے افضل ہے۔
- چوتھا طریقہ: یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ رمضان، لیلۃ القدر، شعبان کی پندرھویں شب یا جمعہ کی شب کو پیدا ہوتے تو ان اوقات سے آپ کو فضیلت ملتی اور جب آپ ربیع الاول میں پیر کے دن پیدا ہوئے تو اس ماہ اس دن کو آپ کی وجہ سے فضیلت ملی اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کسی سے فضیلت نہیں پاتے بلکہ کائنات میں جو بھی فضیلت پاتا ہے وہ آپ سے فضیلت پاتا ہے۔

(المدخل جلد اول مطبوعہ مصر ص ۲۱۶ الحاج متوفی ۷۳۷ھ بحوالہ شرح مسلم شریف علامہ غلام رسول سعیدی)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز و استحباب پر دلائل

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ ابن حجر مکی کے حوالہ سے میلاد شریف منانے کے

دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ مجھ پر ایک اور دلیل ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا حالانکہ احادیث میں یہ بھی ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ دہرایا نہیں جاتا پس پتہ چلا کہ آپ نے اپنی پیدائش، اپنی بعثت اور رحمۃ للعلمینی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے یہ فعل کیا تھا لہٰذا ہمارے لئے بھی یہ مستحب ہے کہ ہم آپ کی ولادت کے ایام میں محافل منعقد کریں کھانا کھلائیں، دیگر عبادات کریں اور خوشی ومسرت کا اظہار کریں۔

(الحاوی للفتاویٰ ج ۱، مطبوعہ مکتبہ نوریہ فیصل آباد۔(بحوالہ شرح صحیح مسلم ج ۳)

علامہ ابن عابدین شامی کا نظریہ

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کو سننے کے لئے جمع ہونا اعظم عبادات میں سے ہے کیونکہ میلاد شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بار بار ذکر ہوتا ہے اور آپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

ملا علی قاری کے بیس دلائل

حضرت ملا علی قاری حنفی ھروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے محفل میلاد کے جواز پر بیس (۲۰) دلیلیں ذکر کی ہیں:

پہلی دلیل

یہ ہے کہ ابولہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کی اور ثویبہ کو آزاد کر دیا تو اس کی جزا میں ہر پیر کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

دوسری دلیل

یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یوم ولادت کی خود تعظیم فرماتے تھے اور اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔اور اس دن کی تعظیم کے لئے ہر پیر کا روزہ رکھتے تھے جیسا کہ امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

تیسری دلیل

یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنا قرآن مجید کا مطلوب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (آپ کہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ)اللہ تعالیٰ نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی رحمت ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

چوتھی دلیل

یہ ہے کہ جس زمانہ میں کوئی عظیم دینی کام ہوا ہو جب وہ زمانہ لوٹ کر آئے تو اس کی تعظیم کرنا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس قاعدہ کو مقرر فرمایا۔ جب آپ نے یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا اور اس کا سبب معلوم کیا اور جب کہا گیا کہ یہ اس دن اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے روزہ رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن ان کو قوم فرعون سے نجات دی تھی تو آپ نے فرمایا تمہاری بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام پر نعمت کا شکر ادا کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

پانچویں دلیل

یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ولادت کا بیان فرمایا: انا دعوۃ ابی ابراھیم و بشارۃ عیسی انا ابن الذبحتین (میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا

ہوں حضرت عیسیٰ کی بشارت ہوں۔میں دو ذبیحوں)(یعنی حضرت اسماعیل اور آپ کے والد حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

چھٹی دلیل

یہ ہے کہ محفل میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا محرک ،باعث اور سبب ہے اور جو چیز مطلوب شرعی کا سبب ہو وہ بھی شرعا مطلوب ہوتی ہے۔

ساتویں دلیل

یہ ہے کہ محفل میلاد میں آپ کے معجزات اور کمالات اور آپ کی سیرت کا بیان ہوتا ہے اور ہمیں آپ کی سیرت پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

آٹھویں دلیل

یہ ہے کہ جو شعراء صحابہ آپ کی مدح کرتے تھے اور نعتیہ اشعار پڑھتے تھے آپ ان سے خوش ہوتے اوران کو انعامات سے نوازتے تو جب محفل میلاد میں آپ کے شمائل اور فضائل کا بیان ہوگا اور نعت خوانی ہوگی تو آپ اس سے خوش ہوں گے اور آپ کی خوشی شرعاً مطلوب ہے۔

نویں دلیل

یہ ہے کہ آپ کے معجزات اور سیرت کا بیان آپ کے ساتھ ایمان کے کمال اور آپ کی محبت میں زیادتی کا موجب ہے وہ شرعاً مطلوب ہے۔

دسویں دلیل

یہ ہے کہ محفل میلاد میں اظہار سرور، مسلمانوں کو کھانا کھلانا اور آپ کی تعریف کرنا ہے یہ سب چیزیں آپ کی تعظیم کو ظاہر کرتی ہیں اور آپ کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے۔

گیارھویں دلیل

یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کی فضیلت یہ بیان کی ہے

کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو جس دن آپ پیدا ہوئے اس دن کی فضیلت کا عالم کیا ہوگا۔

بارھویں دلیل

یہ ہے کہ تمام علماء اور تمام شہروں کے مسلمانوں نے محفل میلاد کو مستحسن قرار دیا ہے اور حضرت ابن مسعود کی حدیث ہے جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جس کام کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے۔اس حدیث کوامام احمد نے روایت کیا ہے۔

تیرھویں دلیل

یہ ہے کہ محفل میلاد میں ذکر کے لئے جمع ہونا ،نعت خوانی ،صدقہ وخیرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور یہ تمام چیزیں سنت اور شرعاً مطلوب اور محمود ہیں۔

چودھویں دلیل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ (ہم تمام انبیاء کے واقعات آپ کو بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے دل میں استقامت پر رکھتے ہیں) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے ہم اپنے دل کی تسکین کے محتاج ہیں۔

پندرھویں دلیل

یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو عہد رسالت میں نہ ہو مطلقاً مذموم اور حرام نہیں ہے بلکہ اس کو دلائل شرعیہ سے دیکھا جائے گا اگر اس میں کوئی مصلحت واجبہ ہوگی تو وہ واجب ہوگی اس طرح مستحب ،مباح مکروہ اور حرام یہ سب بدعت کی اقسام ہیں۔

سولہویں دلیل

یہ ہے کہ جو چیز صدر اوّل میں ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ نہ ہو لیکن افراد کے ساتھ

ہو تو وہ بھی مطلوب شرعی ہے کیونکہ جس کے افراد شرعاً مطلوب ہوں اس کی ہیئت اجتماعیہ مطلوب ہوگی۔

سترھویں دلیل

یہ ہے کہ اگر ہر بدعت حرام ہوتو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا قرآن جمع کرنا حضرت عمر کا تراویح کی جماعت کا اہتمام کرنا اور تمام علوم نافعہ کی تصنیف حرام ہوجائے گی اور ہم تیر کمان کے ساتھ جنگ کریں اور بندوقوں اور توپوں سے جنگ حرام ہو اور میناروں پر اذان دینا سرائے اور مدراس بنانا۔ہسپتال اور یتیم خانے بنانا سب حرام ہو جائیں اس وجہ سے وہ نیا کام حرام ہوگا جس میں برائی ہو کیونکہ ایسے بہت سے کام ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف میں سے کسی نے نہیں کیا مثلاً تراویح میں ختم قرآن ،ختم قرآن کی دعا، ستائیسویں شب کو امام الحرمین کا خطبہ دینا وغیرہ۔

اٹھارھویں دلیل

یہ ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ جو چیز کتاب یا سنت یا اجماع یا اقوال صحابہ کے خلاف ہو وہ بدعت ہے اور جو نیک کام ان کے مخالف نہ ہو وہ محمود ہے۔

انیسویں دلیل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جس نے اسلام میں اچھا کام ایجاد کیا اور بعد والوں نے اس پر عمل کیا تو اس کو ان کو اجر ملے گا اور ان کے اجور میں کمی نہیں ہوگی۔

بیسویں دلیل

یہ ہے کہ جس طرح حج کے افعال ،صفا مروہ کی دوڑ صالحین کی یاد تازہ کرنے کے لئے مشروع ہیں اسی طرح محفل میلاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کرنے کے لئے مشروع ہے۔(ملا علی قاری متوفی سنہ ۱۰۱۴ء المولدالروی ص ۱۷ مطبوعہ مدینہ منورہ ۱۴۰۰ھ بحوالہ شرح مسلم شریف ج ۳ علامہ غلام رسول سعیدی)

محدث کبیر علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ (م سنہ ۵۹۷ھ/ ۱۲۰۱ء بغداد شریف)

یہ عمل حسن (میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ، مصر، یمن و شام تمام بلاد عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔

(محدث ابن جوزی المیلاد النبوی مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۷ء ص ۳۴، ۳۵ بحوالہ جشن بہاراں مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں ہر سال ایام مولود شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا ہوں ایک سال قحط کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا۔ میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بھنے ہوئے چنے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چنوں سے بہت مسرور اور خوش ہیں۔

(الدر الثمین ص ۸، بحوالہ ماہنامہ نور الحبیب میلاد نمبر ص ۹۱ جلد ۴ شمارہ ۹، ۱۰، ۱۹۹۲ء)

اکابر اہل اسلام کا عمل

مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں۔ قرون اولیٰ سے اکابر علمائے اسلام یوم ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر و برکت مانتے اور اسے عید سعید کی طرح مناتے چلے آئے ہیں اور ان اکابر علماء میں وہ زعمائے ملت بھی شامل ہیں جو ارتکاب بدعت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے بلکہ جن کی مبارک زندگیاں بدعات کو ختم کرنے اور سیئات

کے خلاف جہاد کرنے میں گزری ہیں۔

سید نور محمد قادری کا قول

لکھتے ہیں لاہور میں میلاد شریف کا باقاعدہ اجتماع سنہ ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج میں منعقد ہوا جس کی صدارت پیر سید جماعت علی شاہ رحمہ اللہ تعالی دربار علی پور شریف سیالکوٹ نے کی مقررین میں حضرت علامہ اقبال بھی شامل تھے اس متبرک جلسہ کی روئداد رسالہ ''تہذیب نسواں'' میں شائع ہوئی۔

۱۹۲۹، ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال نے دیگر اکابر ملت سے مل کر میلاد شریف کی محافل کے انعقاد کے لئے اخبارات میں ایک اپیل شائع کی حضرت علامہ کے علاوہ جن اکابر نے اس اپیل پر دستخط کیئے ان میں سے چند ایک اہم نام یہ ہیں۔

(۱) سید غلام بھیک نیرنگ انبالہ (۲) مولانا غلام فرید مرشد لاہور (۳) مولانا شوکت علی بمبئی (۴) مولانا حسرت موہانی موہان (۵) مولانا قطب الدین عبدالوالی لکھنؤ (۶) دیوان سید محمد پاک پتن شریف (۷) مولانا قمر الدین سیال شریف (۸) مولانا فاخر الہ باد (۹) مولانا سید حبیب مدیر سیاست (۱۰) پیر سید فضل شاہ جلال پور (۱۱) مولانا علی الحائر (۱۲) مولانا محمد شفیع داودی بہار وغیرہم۔

اس اپیل کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

اتحاد اسلام کی تقویت، حضور سرور کائنات کا احترام و اجلال حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیان مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لئے ۱۲ ربیع اول کو ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین کی عظمت قدر کے شایاں شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے اس دن ہر ایک آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے۔

مورخ لاہور محمد دین کلیم لکھتے ہیں

قیام پاکستان سے قبل پتی ضلع لاہور کے ایک دردمند عبدالحمید قریشی نے ایک

مجلس سیرت کمیٹی کے نام سے شروع کی چنانچہ سیرت کمیٹی پٹی کے زیر اہتمام میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ۱۹۳۵ء میں ایک جلسے اور جلوس کا ہتمام ہوا جس میں علامہ اقبال نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''چند سال ہوئے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ خدا تعالیٰ مولود شریف کے ذریعے اس امت کو متحد کرے گا مجھے ایک عرصہ تک حیرت رہی کہ یہ واقعہ کس طرح رونما ہوگا اب تحریک یوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر کو حقیقی طور پر نمایاں کر دیا ہے۔''

ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد کی نکتہ آفرینی بھی ملاحظہ ہو!

فرماتے ہیں ظہور قدسی سنہ ۲۲' اپریل ۵۷۱ء میں پیر کے روز ہوا جب یہ خوشخبری آپ کے چچا ابولہب کو اس کی کنیز ثوبیہ نے سنائی تو ابولہب نے خوشخبری سنتے ہی اس کو آزاد کر دیا......اللہ اللہ آپ کی آمد آمد نے سب سے پہلے عورتوں کو آزادی کا مژدہ سنایا جو صدیوں سے پس رہی تھیں۔ جشن بہاراں (رضا اکیڈمی لاہور)

علامہ ابن جوزی نے فرمایا جو لوگ میلاد شریف کرتے ہیں ان پر اس سال امان ہوتی ہے اور انہیں مطلوب حاصل ہونے کی جلد بشارت مل جاتی ہے۔

(علامہ علی بن برہان الدین شافعی۔انسان العیون ج ۱ صفحہ ۱۳۷ مصر)

مولانا ابوالکلام آزاد

ایک مخصوص فرقے کے ترجمان اور سرخیل ہیں۔

میلاد کی مجالس ان کے اعتقادات سے لگاؤ نہیں رکھتی پھر بھی انہوں نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے ''الہلال'' نومبر سنہ ۱۹۱۳ء میں لکھا۔

''پس اگر ہمیں مسلمان بننے کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کی ضرورت ہے تو یقین کیجئے کہ اس ایک عملی زندگی میں دیکھنے کے لئے اس اسوۂ حسنہ کے مطالعے کی ضرورت ہے ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَة'' اور پچھلی پرورت پہلی

پرورت جتنی ہی ہے پہلی سے کم نہیں اس کا بہترین ذریعہ مجالس مولود نبوی ہیں'' مزید لکھتے ہیں امسال لاہور یا لکھنؤ میں ماہ ربیع الاول کی ایک مرکزی مجلس پرور منعقد کرنا چاہیے۔(نورالحبیب بصیر پور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر۱۹۹۲ء)

میلاد شریف کی برکات

شیخ عبداللہ محمد بن عبدالوہاب نجدی۱۲۴۲ء لکھتے ہیں:

(ترجمہ)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی ابولہب نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جب اس نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی مَوت کے بعد ابولہب کو خواب میں دیکھا گیا اور اس سے پوچھا گیا تمہارا کیا حال ہے؟اس نے کہا جہنم میں ہوں ،لیکن ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے اوراس نے اپنی انگلی کے سرے کی طرف اشارہ کرکے کہامیں اس کو چوستا ہوں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کواس وقت آزاد کیا تھا۔جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ اور آپکودودھ پلایا تھا۔ابن جوزی نے کہاہے کہ وہ ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن مجید نازل ہوا جب اس کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے پر جزادی گئی تو جو بندۂ مومن میلاد مناتا ہے؟

(مختصر سیرۃ الرسول صفحہ۱۳مطبوعہ المطبعتہ العربیہ لاہور سنہ ۱۳۹۹ء بحوالہ شرح مسلم شریف کتاب الصیام)

بعض اصلاح طلب امور

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منانے سے متعلق ہم نے اہلسنت کا جو نظریہ پیش کیا ہے اس کے جواز اور استحسان میں کسی مسلمان کو شک و شبہ اور اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں اور اگر کسی جگہ محافل میلاد میں کوئی غیر شرعی کام ہوتا ہے تو اس کی بناء پر میلاد کی تمام محافل کو بدعت سیۂ ناجائز اورحرام قرار دینا اور مسلمانوں سے ان کو بند کرنے کے اپیلیں کرنا ایسا ہی ہے۔جیسا کہ کوئی شخص عیدالفطر ،عیدالاضحیٰ،چودہ اگست اور

تئیس مارچ کے میلوں ٹھیلوں اور نکاح میں بعض غیر شرعی چیزوں کو دیکھ کر یہ کہے کہ عیدین کی نمازیں اور قومی تہوار یا نکاح کی تقریب ناجائز اور حرام ہیں۔ (نعوذ باللہ)

دراصل عموماً ہوتا یہ ہے کہ ہر اچھے کام میں بعض دنیا دار برائی اور فسق و فجور کے پہلو نکال لیتے ہیں مثلاً عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ مسلمانوں کی اجتماعی عبادات اور خوشی کے ایام ہیں لیکن ان ایام کو میلہ کی شکل دے دی گئی ہے پارکوں اور تفریح گاہوں میں عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے عورتیں سرخی، پاؤڈر اور دیگر کاسمٹکس کے لوازمات سے بن سنور کر، ساحل سمندر، پارکوں اور عام تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی ہیں اور اوباش لوگ فحش حرکات کرتے ہیں۔ ان تمام جگہوں پر بلند آواز میں لاوڈ اسپیکر پر فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے جگہ جگہ میلہ لگتا ہے جس میں ناچ گانا اور تمام خرافات ہوتی ہیں ان ناجائز امور اور غیر شرعی حرکات کی بناء پر کوئی مسلمان شخص یہ نہیں کہتا کہ چونکہ عیدین کے ایام میں یہ غیر شرعی امور ہوتے ہیں اس لئے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز بند کردی جائے یا عید کے دن خوشی نہ منائی جائے لوگ نہا دھو کر نئے کپڑے بدل کر عید گاہوں میں نہ جائیں کہ اس سے ان خرافات کا دروازہ کھلتا ہے عید کی نماز سنت موکدہ ہے اور اگر کسی سنت پر عمل کرنے سے بے شمار حرام کاموں کا دروازہ کھلتا ہے تو اس سنت کو ترک کردینا چاہیے۔ اس طرح ۱۴ اگست اور تئیس (۲۳) مارچ قومی تہوار ہیں لیکن ان تہواروں میں بھی یہی خرافات ہوتی ہیں لیکن ان خرافات کی بناء پر کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان قومی تہواروں کو منانا بند کردیا جائے اس طرح نکاح میں بالعموم گانے باجے عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماعات اور دیگر خرافات ہوتی ہیں لیکن اس کی بناء پر نکاح کو مذموم یا ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے اگر بعض جگہ محافل میلاد میں کوئی خرابی ہوتی ہے تو اس سے محفل میلاد کو بند نہیں کیا جائے گا۔

آج کل کسی شخص کی عظمت و شوکت کے اظہار کا ایک ذریعہ جلوس بھی ہے اس

امر کے پیش نظر جلوس نکالنا بلاشبہ ایک امر مستحسن ہے لیکن بعض غیر معتدل لوگ ہر نیک اور اچھے کام میں اپنی ہوا وَ وہوس کے تقاضے سے برائی کے راستے نکال لیتے ہیں اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مقامات پر عید میلا دالنبی کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کردیا گیا ہے۔جلوس میں مختلف گاڑیوں پر فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اورنوجوان لڑکے فحش حرکتیں کرتے اورگانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں جلوس تنگ راستوں سے گذرتا ہے تو نوجوان لڑکیاں اورعورتیں شرکاء جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں،اورنماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے۔مساجد کے آگے سے گذرتا ہے اور نماز کا کوئی احترام نہیں کیا جاتا ہے۔اس قسم کے جلوس میلا دالنبی کے تقدس پر بدنما داغ ہیں ان کی اگر اصلاح نہ ہوسکے تو ان کو فوراً بند کردینا چاہیے کیونکہ ایک امر مستحسن کے نام پر ان محرمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں البتہ ان غیر شرعی جلوسوں کو دیکھ کر مطلقاً عید میلا دالنبی کے جلوسوں کو حرام اور ناجائز کہنا صحیح نہیں اور جن شہروں اور جن جگہوں میں عید میلا دالنبی کے جلوس اپنی شرعی حدود و قیود کے ساتھ نکلتے ہیں ان جلوسوں پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت عظمیٰ ہیں جس سے پوری مخلوق خداوندی نے استفادہ کیا اور تا قیامت متمتع ہوتی رہے گی حصول نعمت پر اظہار فرحت و سرور جبلت فطرت انسانی کا مقتضی ہے اور فطرت اوامر ونواہی کی محتاج نہیں ہوتی اور نہ امر کی انتظار کرتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے سد راہ بنتی ہے لہٰذا عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر مسلمان نہایت جوش و ولولہ اور عقیدت واحترام سے اپنی روحانی مسرت کا اظہار کرتے ہیں ملک کے تمام بڑے اور چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جلوس نکالے جاتے ہیں میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے تقاریب منعقد کی جاتی ہیں نیز قرآن خوانی اور غرباء میں صدقات وخیرات کی تقسیم کے ذریعے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔

یہ تمام امور باعث برکت موجب رضائے الٰہی اور عظمت اسلام کے آئینہ دار ہیں لیکن چند باتوں کی اصلاح ضروری ہے تاکہ اس مقدس اور پاکیزہ تقریب کے ثمرات و برکات سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھایا جاسکے۔

(۱) بعض منچلے نوجوان گلی کوچوں میں چندہ لینے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر راہ گیر کو مجبور کیا جاتا ہے یہ طریقہ اس پاکیزہ تہوار کے بالکل شایاں شان نہیں ضروری ہے کہ ہر محلے کے معتبر اور بزرگ افراد نیز نیک سیرت نوجوان اس برائی کی حوصلہ شکنی کریں اور باوقار طریقہ سے عطیات جمع کئے جائیں۔(شرح صحیح مسلم جلد سوم)

(۲) جھنڈیوں پر گنبد خضراء اور کعبہ کا نقشہ یا عید میلاد النبی کے الفاظ ہرگز نہ چھاپے جائیں کیونکہ یہ جھنڈیاں بازاروں اور گلیوں میں لگائی جاتی ہیں ظاہر ہے کسی وقت انہوں نے ٹوٹنا ہے اس طرح یہ پاؤں کے نیچے آکر بے ادبی کا باعث بنتی ہیں دکاندار اور خریدار اس مقدس تہوار کا تقدس پیش نظر رکھیں۔

(۳) جلوس میلاد میں ہر غیر شرعی حرکت سے اجتناب کیا جائے" بداخلاقی اور بدکلامی ہر وقت منع ہے خصوصاً اس پاکیزہ ماحول میں نہایت احتیاط لازمی ہے۔

(خطبات و مقالات از حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی)

آئینہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت باسعادت:

بوقت صبح صادق بروز پیر ۱۲ ربیع الاول بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء جب کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کی وفات ہو چکی تھی۔ آپ نے سب سے پہلے اپنی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا۔ تین روز بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا۔ ایک ہفتہ بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش رضاعت میں اور پھر پانچ سال کی عمر میں اپنی والدہ کی آغوش میں تشریف لائے۔ مدینہ منورہ کا پہلا سفر اور والدہ محترمہ حضرت آمنہ کی وفات بمقام ابواء بعمر ۶ سال۔ ابواء سے آپ کی دایہ برکت بنت ثعلبہ معروف ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو مکہ معظمہ لے آئیں اور آپ چچا ابو طالب کی کفالت میں آ گئے۔

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات:	عمر ۸ سال	دارالارقم	تبلیغ ودعوت اسلام کے مرکز کا قیام
آپ کا پہلا تجارتی سفر ہمراہ چچا ابو طالب:	عمر ۱۲ سال	چالیس افراد کا قبول اسلام	عمر ۴۳ سال ۳ نبوت
حلف الفضول میں شرکت:	عمر ۱۶/۱۵ سال	مسلمانوں کی پہلی ہجرت حبشہ	عمر ۴۵ سال رجب ۵ نبوت
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح:	عمر ۲۵ سال	کفار مکہ کی طرف سے بائیکاٹ	عمر ۴۷ سال یکم محرم ۷ نبوت

اہل مکہ کی طرف سے صادق وامین کا خطاب:	عمر ۳۰ سال	معاشرتی بائیکاٹ کا خاتمہ	عمر ۵۰ سال ۱۰ نبوت
غیبی اسرار ورموز کا آغاز وظہور:	عمر ۳۳ سال	چچا ابو طالب کا انتقال:	عمر ۵۰ سال ۱۰ نبوت
حجر اسود بیت اللہ میں نصب کرنے کیلئے بحیثیت ثالث تقرر:	عمر ۳۵ سال	حضرت خدیجہ الکبریٰ کا وفات	عمر ۵۰ سال ۱۰ نبوت
غار حرا میں شب وروز عبادت:	عمر ۳۷ سال	واقعہ معراج، فرضیت نماز خمسہ:	عمر ۵۲ سال ۲۷ رجب ۱۲ نبوت
بعثت نبوت بروز پیر ۹ ربیع الاول ۴۱ ولادت نبوی:	عمر ۴۰ سال	مدینہ منورہ کے ۱۵ افراد کا قبول اسلام	عمر ۵۲ سال ذی الحجہ ۱۲ نبوت
نماز فجر وعصر کی فرضیت (۲۔۲ رکعت):	۱ نبوت	بیعت عقبہ اولیٰ	عمر ۵۲ سال ذی الحجہ ۱۲ نبوت
آغاز نزول قرآن مجید۔ جمعرات ۱۷ رمضان	۱ نبوت	مدینہ منورہ کے ۷۲ افراد کا قبول اسلام۔	عمر ۵۲ سال ذی الحجہ ۱۲ نبوت
	۱۷ اگست ۶۱۰	بیعت عقبہ اولیٰ	عمر ۵۲ سال ذی الحجہ ۱۲ نبوت
مدینہ منورہ کے کے ۷۲ افراد کا قبول اسلام	عمر ۵۳ سال ۱۳ نبوت	فتح مکہ معظمہ	۲۰ رمضان المبارک ۸ھ
بیعت عقبہ ثانیہ		اسلامی حکومت کا قیام، حکام کا تقرر	عمر ۶۰ سال ۸ ہجری
ہجرت از مکہ معظمہ داخلہ غار ثور:	عمر ۵۴ سال جمعرات	فوجوں کی آراستگی، سیاسی انتظامات، غیر مسلم	عمر ۶۰ سال ۸ ہجری
	۲۷ صفر ۱۳ نبوت	اقوام سے سلوک:	عمر ۶۰ سال ۸ ہجری
قبا میں تشریف آوری:	بروز پیر: ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت	صدقات وزکوٰۃ کے محصلوں کا تقرر:	عمر ۶۱ سال ۹ھ
داخلہ مدینہ منورہ: فرضیت جمعہ کا حکم	۱۲ ربیع الاول ۱ھ	واقعہ تبوک ادائیگی حج (بامارت صدیق اکبر)	ذی الحجہ ۹ھ

قیام برمکان ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	عمر ۵۴ سال ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء	مختلف قبائل اور ممالک کے وفود کی آمد:	ذی الحجہ ۹ھ
بنیاد مسجد نبوی:	عمر ۵۴ سال: ۲۲ ربیع الاول ۱ھ	مختلف ممالک یمن، بحرین، عمان، یمامہ تک	
حکم تحویل کعبہ (درمسجد ذو قبلتین)	بروز ہفتہ: ۱۵ شعبان ۲ھ	اثرات:	۱۰ھ
فرضیت روزہ زکوٰۃ جہاد:	یکم رمضان: ۲ھ	حجۃ الوداع، آپ کا امت سے آخری خطاب:	عمر ۶۳ سال: ۱۰ھ
نماز عیدالفطر کی ادائیگی:	یکم شوال: ۲ھ	وصال سے ۵ روز قبل مسجد نبوی میں	جمعرات نماز ظہر
معرکۂ بدر: عمر ۵۵:	سال ۱۷ رمضان ۲ھ	امت محمدیہ سے رسول اللہ کا آخری خطاب	جمعرات نماز ظہر
معرکۂ احد و حرمت شراب:	عمر ۵۶ سال: ۳-۴ھ	وصال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	عمر شریف ۶۳ سال
قاری القرآن صحابۂ کرام کی شہادت:	عمر ۵۷ سال: ۴ھ		عمر شریف ۶۳ سال
غزوۂ خندق: عمر ۵۸ سال:	۵ھ		بروز: پیر
زنا، قذف، لعان کے فوجداری قوانین کا نفاذ، پردے کا حکم	عمر ۵۸ سال ۵ ہجری	بوقت: چاشت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	
صلح حدیبیہ۔۔ عمر ۵۹ سال۔۔	ذی قعدہ ۶ھ		بمطابق ۷ جون ۶۳۲ھ
فتح قلعہ خیبر، دنیا کے مختلف بادشاہوں کے نام حضور نے دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے	یکم محرم ۷ ہجری	تدفین جسد اطہر: ۳۲ گھنٹے بعد وصال ۱۳۔۱۴۔ ربیع الاول (منگل، بدھ درمیانی شب) ۱۱ھ	

حضور کا سلسلۂ نسب:

خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ خاندان آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کے بعد عدنان اور نابت بن اسماعیل علیہ السلام سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ بعض تاریخی شواہد کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت کے ۲۷۵۳ سال بعد اس دنیا میں تشریف لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ' والد کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ'۔ ماں کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا۔

حضور کے دودھ شریک بہن بھائی:

حضور خاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک (رضاعی) بہن بھائی چار تھے (۱) عبداللہ (۲) انیسہ (۳) صدیقہ (۴) اور حذافہ جوشیما کے لقب سے مشہور تھیں۔ ان میں سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' اور حضرت شیما رضی اللہ عنہا دونوں اسلام کی نعمت سے مشرف ہوئے۔ باقی حضرات کا حال معلوم نہیں ہوسکا۔ آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بچپن میں حضرت ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ اس لیے وہ بھی رضائی بھائی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادری زبان مبارک عربی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری مقدس کتاب قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل فرمایا اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لباس عموماً سفید' سادہ' موٹا اور روئی سے تیار شدہ استعمال فرماتے۔ ملبوسات میں' جبہ' چادر' عمامہ' ٹوپی' حلہ' موزے' ازار بند' وغیرہ چیزیں شامل تھیں۔ سبز رنگ کی یمنی چادر آپ کو بہت پسند تھی۔ جو برد یمانی کے نام سے مشہور ہے۔ سرخ لباس مردوں کے لیے منع فرماتے۔ کبھی سیاہ عمامہ اور اکثر عمامے کے نیچے ٹوپی استعمال فرماتے گھر میں جو ٹوپی پہنتے وہ سر مبارک کے بالوں کے ساتھ چمٹی ہوتی۔ عمامے کے دونوں شملے

پیچھے شانے مبارک پر ہوتے۔ نمائشی اور فاخرہ لباس کو ناپسند فرماتے۔ کرتے کا تکمہ اکثر کھلا رکھتے تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی دوست احباب قبل از نبوت (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ رئیس مکہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی جنہوں نے قبول اسلام کے بعد مکہ کا دارالندوہ ایک لاکھ درہم میں خرید کر خیرات کر دیا۔ حضور سے عمر میں ۵ سال بڑے تھے (۳) حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بنی از دقبیلہ کے معروف طبیب تھے جنہوں نے حضور کی زبان مبارک سے کلام اللہ سن کر اعلان کیا تھا کہ یہ کسی مجنون کا کلام نہیں۔ بلکہ اللہ کا ہے'' اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

حضور کی ازواجِ مطہرات

اسم گرامی	سن نکاح	عمر وقت نکاح	حضور کی عمر	حضور کی خدمت میں عرصہ
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۲۵ میلاد	28/40 سال	۲۵ سال	۲۵ سال
حضرت سودہ	۱۰ نبوت	۵۰	۵۰	۱۴
حضرت عائشہ صدیقہ	۱۰ نبوت	9/19	۵۰	۹
حضرت حفصہ	شعبان ۳ھ	۲۲	۵۵	۸
حضرت زینب بنت خزیمہ	شعبان ۳ھ	۳۰	۵۵	۳ ماہ
حضرت اُم سلمہ	۴ھ	۵۶۲		۷ سال
حضرت زینب بنت جحش	۵ھ	۳۶	۵۷	۶
حضرت جویریہ	شعبان ۵ھ	۲۰	۵۷	۶
حضرت ام حبیبہ	۶ھ	۳۶	۵۷	۶
حضرت صفیہ	جمادی الاخریٰ ۷ھ	۱۷	۵۶	3/3/4
حضرت میمونہ	۷ھ	۳۶	۵۹	3/1/4

حضور کی تمام ازواج مطہرات اور بیٹیوں کے مہر سوا بارہ اوقیہ نقرہ سے زائد نہ تھے۔

امہات المومنین میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر مکہ معظمہ میں ہے۔
باقی ازواج مطہرات مدینہ منورہ میں مدفون ہیں رسول اللہ کے فرزندان ارجمند تین تھے۔
(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبداللہ کی کنیت طیب اور طاہر تھی۔ طیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ کنیت اور طاہر کنیت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف سے تھی۔

بڑے لڑکے کی مناسبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے۔
حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما دونوں فرزند حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ' حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے۔ سب سے پہلے حضرت قاسم اور سب سے چھوٹے حضرت ابراہیم تھے۔ یہ سب بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے تھے۔ پہلے دونوں فرزند مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں (مدینہ منورہ) میں مدفون ہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ سیدہ زینب' سیدہ رقیہ' سیدہ ام کلثوم اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ سب سے بڑی حضرت زینب اور سب سے چھوٹی حضرت فاطمہ تھیں۔ چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اولاد اور چاروں کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ حضرت زینب کا نکاح ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ نے اپنے خالہ زاد ابو العاص بن ربیع اموی سے کیا تھا۔ ایک صاحبزادہ (علی) اور ایک صاحبزادی (امامہ) ان کی اولاد تھی۔ ۸ھ کو مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی۔ سیدہ رقیہ کا نکاح قبل از اسلام ابو لہب کے لڑکے عتبہ کے ساتھ ہوا تھا اور ظہور اسلام کے بعد طلاق ہوئی اور حضرت عثمان غنی سے ان کا نکاح ہوا ان کی اولاد ایک لڑکا عبداللہ تھے۔ وفات ۲ھ میں ہوئی۔ سیدہ ام کلثوم حضرت رقیہ سے چھوٹی تھیں ان کا نکاح بھی قبل از اسلام ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوا تھا۔ اسی طرح ان کی بھی طلاق ہوئی اور سیدہ رقیہ کی وفات کے بعد وہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ ان دونوں بیٹیوں کی مناسبت سے ہی حضرت عثمان غنی (ذی النورین) کے لقب سے نوازے

گئے۔ ام کلثوم نے ۹ ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور کی سب سے چھوٹی صاجزادی تھیں ۔ ان کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ' سے ہوا۔ آپ کی اولاد میں دو صاجزادے حضرت حسنؓ اور حسینؓ اور دو صاجزادیاں حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم تھیں۔ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق سے ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ نے حضور کے وصال کے ۶ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو وفات پائی۔ آپ مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں آپ کے فرزند ارجمند حضرت حسن رضی اللہ عنہ' جو آپ کے بڑے بیٹے ہیں ان کی قبر بھی آپ کے پہلو میں ہے۔

حضور سید الکونین کا سامان زندگی:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر میں کیا سامان زندگی تھا اور حضور اکرم کی ازواج مطہرات کے لیے حضور نے کس قسم کا سامانِ زندگی مہیا فرمایا تھا۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور کا بستر چمڑے کا تھا ۔ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین ہونے کے بعد ام المساکین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا گھر ملا تھا۔ انہیں جو اثاثہ میسر آیا وہ ایک چکی اور چند سیر جو تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ان کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پانی ایک مشک میں ہوتا تھا۔ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم لکڑی کے ایک ٹوٹے ہوئے پیالے میں ہی تمام قسم کے مشروبات نوش فرماتے تھے۔ حضور کی ازواجِ مطہرات اپنی ضرویات کی چیزیں گھر میں رکھ کر باقی سب اللہ کے راستے میں غریبوں ،یتیموں میں خیرات کر دیا کرتی تھیں ۔ تمام اُمہات المومنین کے مکان الگ الگ ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ جس کا دریچہ مسجد نبوی کے اُس حصے میں کھلتا جسے روضة من ریاض الجنة جنت کے باغات میں سے ایک چمن فرمایا گیا ہے۔" یہ اس قدر تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی نماز جنازہ کے لیے صحابہ کرام حجرے میں داخل ہونے لگے تو دس آدمیوں سے زیادہ کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ ان تمام حجروں کے اندر سامان برائے نام ہوتا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور کے آرام فرمانے کے لیے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا موجود ہوتا جسے دوتہہ کر کے بچھا دیا جاتا تھا۔ حضور کے تمام حجروں کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی۔ دیواریں مٹی کی تھیں اور ان میں شگاف پڑ گئے تھے کہ سوراخوں سے دھوپ اندر آتی تھی۔ تمام چھتیں کھجور کی شاخوں اور پتوں سے چھائی تھیں۔ بارش سے بچنے کے لیے کمبل لپیٹ دیے جاتے۔ حجروں کی بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو سکتا تھا۔ گھر کے دروازوں پر پردہ یا ایک پٹ کا کواڑ ہوتا تھا۔ کاشانۂ نبوت گو انوارِ الٰہی کا مظہر تھا۔ لیکن اس میں رات کو چراغ تک نہ ہوتا تھا۔ گھر کی ظاہری زیب و آرائش آپ کو پسند نہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دھاری دار رنگین کپڑے لٹکا دیئے تو حضور سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ہمیں مال، اینٹ اور پتھروں کو لباس پہنانے کے لیے نہیں دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم کے اخلاق و عادات:

محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات سراپا قرآن مجید تھے آپ نہایت خلق و محبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات فرماتے، سلام کہنے میں سبقت کرتے تھے۔ مصافحہ اور معانقہ کرتے۔ وقار اور متانت کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ کسی کی دل شکنی نہ کرتے۔ غریبوں، بیواؤں اور ضعیفوں کے گھر جا کر ان کا پانی بھرتے۔ ضروریات زندگی کی چیزیں بازار سے لا کر دیتے۔ مہمانوں کی خاطر مدارات خود کرتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہر چیز مہمانوں کی نذر ہو جاتی۔ تمام اہل و عیال فاقہ کرتے، ہمیشہ سادہ اور ایک ہی غذا پر گزارہ کرتے کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو اپنے سامنے جو کھانا ہوتا اسی پر اکتفا کرتے سب سے مل جل کر زمین پر اس طرح فروکش ہوتے کہ کسی قسم کا امتیاز نہ دکھائی دیتا۔ آپ کا مقدس چہرہ انور ہی پہچان کی علامت تھا۔ عام انسانوں کے ساتھ یکساں اور مساوات کا سلوک کرتے، امیر

غریب، چھوٹے بڑے، کالے گورے کی کوئی تمیز اور فرق نہ رکھتے، زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے، انسانوں کی عزت و توقیر صرف تقویٰ و پرہیزگاری کی بنیاد پر کرتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے۔ حضور کی خدمت میں آپ کے جانثار صحابہ کرام ہمہ وقت حکم کے منتظر اور مستعد رہتے۔ آپ کے ادنیٰ اشارۂ ابرو پر جانثاری کو دنیا و آخرت میں سرخروئی اور نجات کا باعث سمجھتے۔ بایں ہمہ حضور اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے تاکہ امت کا کوئی فرد محنت و مزدوری اور اپنے ہاتھ سے کام کو معیوب خیال نہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آپ کے معمولات کی بابت دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ حضور گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے اور کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے گھر میں خود جھاڑو دیتے، دودھ دوہ لیتے تھے۔ بازار سے سودا سلف خرید لاتے تھے۔ جوتا ٹوٹ جاتا تو خود ہی اس کی مرمت کر لیتے تھے۔ ڈول میں ٹانکے خود لگا لیتے۔ اونٹ اور سواری کے جانور خود باندھتے۔ چارہ دیتے اور غلام کے ساتھ مل کر آٹا خود گوندھتے تھے۔ ہاتھ سے کبھی اپنے کسی غلام، لونڈی، کسی عورت اور کسی جانور کو نہیں مارا۔ آپ نے کسی سائل کی درخواست کبھی رد نہیں فرمائی۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ آپ حیوانات پر بھی رحم فرماتے تھے اور اس بے زبان مخلوق پر جو ظلم روا رکھے جاتے، آپ نے ان سے منع فرمایا۔ جانوروں کے گلے میں قلادہ ڈالنے کا رواج ختم کرادیا۔ زندہ جانور کے بدن کا گوشت کاٹنے جانور کی دم اور ایال کاٹنے، پرندوں کے انڈے اور ان کے گھونسلوں سے بچے اٹھانے کو منع فرمادیا۔ جانوروں کو بھوکے پیاسے رکھنے والے مالکوں کو سخت تنبیہ فرمائی کہ خدا سے ڈرو۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ طہارت، پاکیزگی اور خوشبو کو پسند فرماتے، اجلا اور پاکیزہ لباس پہنتے اور دوسروں کو پہننے کا حکم دیتے۔ اجتماع عام خصوصاً جمعہ کی نماز کے لیے صاف ستھرا لباس پہنتے۔ خوشبو اور سرمہ لگانے کا حکم دیتے تاکہ پسینے کی بو سے دوسرے مسلمان بھائیوں کو معمولی تکلیف تک بھی نہ پہنچے۔ شرم و حیا کی تلقین فرماتے۔ دوسروں کے سامنے ننگا نہانے، بے پردہ ہونے، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے، زنا،

شراب، سود اور فسق و فجور کی سختی سے ممانعت فرماتے۔

حضور کا عدل و انصاف:

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے بیشمار قبائل سے واسطہ پڑتا تھا۔ وہ قبائل اور خاندان ایک دوسرے کے سخت دشمن ہوتے تھے۔ حضور نے ان تمام قبائل کے ساتھ ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لیا اور اسلام کی دعوت دینے یا عدل و انصاف کا معاملہ کرتے وقت کسی خاص قبیلے یا کسی خاص فرد کی طرف داری نہیں کی: حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم کا فرق و امتیاز بھی روا نہیں رکھا۔ بلکہ سب کے ساتھ مساوات کا سلوک کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مخزوم قبیلے کی ایک عورت نے چوری کی۔ بعض لوگوں نے اس عورت کو سزا سے بچانے کے لیے حضور کے نہایت ہی پیارے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمائش کر کے معافی کی درخواست پیش کی۔ آپ نے اس سفارش پر ناراض ہو کر فرمایا:۔ ''بنی اسرائیل اسی سبب سے تباہ ہوئے کہ وہ غریبوں پر حد جاری کرتے اور امیروں سے درگزر کرتے تھے'' حضور نے ایسے ہی موقع پر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میری لخت جگر فاطمہ بھی چوری کا ارتکاب کرے گی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔ حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں انسانوں کو غلامی کی ذلت اور کالے گورے کے فرق و امتیاز سے نجات دلا کر شرف انسانیت سے سرفراز کیا۔ وہاں انسانوں میں اقتصادی و معاشی مساوات قائم کرنے کے سلسلے میں جو اصلاحات نافذ کیں اور جو اسوۂ حسنہ پیش فرمایا۔ وہ تاریخ انسانی کا باعث صد افتخار سرمایہ ہے۔ (۱) حضور نے فرمایا وہ شخص ایماندار نہیں جو خود پیٹ بھر کے کھائے اور اس کا ہمسایہ فاقے اور بھوک سے نڈھال ہو۔ (۲) آپ نے فرمایا تم مزدور کو (جو محنت و مشقت کر کے پسینہ سے شرابور ہو جائے) اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دو۔ (۳) آپ نے فرمایا جس شخص نے مردہ اور بنجر زمین کو زندہ کر کے قابل کاشت بنا لیا اور بیکار زمین پر دیوار کھڑی کر کے قبضہ کر لیا وہ اس کی ہو گی۔ (۴) حضور نے فرمایا کہ زمین اس کی

ہے جو اس پر کاشت کرتا ہے اور جو شخص کاشت کے بغیر تین سال تک بیکار چھوڑ دے اس کا حق ملکیت خود بخود ساقط ہو جاتا ہے۔ (۵) آپ نے فرمایا پانی، گھاس اور آگ میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں یعنی جو چیزیں قدرتی پیداوار اور وسائل میں شامل ہیں (درخت، معدنیات، گیس، تیل وغیرہ) وہ سب انسانوں کی مشترکہ میراث ہیں۔ (۶) حضور نے فرمایا جس شخص نے چالیس روز تک سامان غذا کو (گرانفروشی) کے لیے ذخیرہ کیا۔ اللہ کی ذات سے اس کا کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ ہے (۷) آپ نے فرمایا جس شخص نے کھوٹ ملا کر دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

حضور کی تحریری تبلیغ اسلام:

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی دعوت اسلام کے ساتھ ساتھ تحریر و انشاء کی صورت میں دنیا کے مختلف بااثر لوگوں، بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام خطوط ارسال کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ ایسے والا ناموں کی تعداد (۲۵۰) سے زائد بیان کی گئی ہے ان میں سے بعض مشہور افراد کے نام حسب ذیل ہیں۔

مملکت	حکمران کا نام	قاصد نبوی کا اسم گرامی
حبشہ	شاہ نجاشی اصحمہ بن الجبر	حضرت جعفر طیار، حضرت عمرو بن امیہ ضمری
مصر	شاہ مصر مقوقس	حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ
ایران	شاہ کسریٰ خسرو پرویز	حضرت عبداللہ ابن حذافہ
روم	قیصر روم ہرقل	حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی
یمامہ	ہوزہ بن علی	حضرت سلیط بن عمرو
بحرین	منذر بن ساوی	حضرت علاء بن الحضرمی
دمشق	حارث بن ابی شمر غسانی	حضرت شجاع بن وہب اسدی
عمان	جیفر بن جلندی بن عامر	حضرت عمرو بن العاص

علاوہ ازیں پاپائے روم، شاہان حمیر اور خیبر کے یہودی سرداروں کے نام بھی والا

نامے ارسال کر کے دعوت اسلام دی گئی۔

..............ان مکتوبات گرامی کی بنا پر دنیا کا سب سے پہلا بادشاہ جس نے دعوت اسلام قبول کرنے کا شرف واعزاز حاصل کیا وہ شاہ حبشہ حضرت اصحمہ رضی اللہ عنہ ہیں اور دنیا کا وہ بادشاہ جس نے حضور خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی پھاڑ دیا۔ وہ شاہ ایران ''خسرو پرویز'' تھا جس کی گستاخانہ حرکت پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ "هلك كسرىٰ" کسریٰ ہلاک ہوگیا۔ قاتلوں نے شاہ ایران ''خسرو پرویز'' کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جہنم واصل کیا۔ اور اس کی سلطنت بھی پارہ پارہ ہوگئی۔

غزوات' تاریخی جنگیں:

تاریخ اسلام میں وہ لڑائیاں غزوات کہلاتی ہیں۔ جن میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت کر کے جہاد فرمایا اور جس جہاد اور معرکہ آرائی کے لیے صحابہ کرام کو سپہ سالار مقرر فرمایا وہ سرایا کہلاتی ہیں جس کے لغوی معنی ''قصد'' اور سیر کے ہیں۔

نمبر شمار	نام غزوہ	تعداد مجاہدین	تاریخ وسن	بمقابلہ
۱	ابواء (دوان)	۷۰	۲ہجری	انسداد قافلہ قریش
۲	بواط	۲۰۰	۲ہجری	'''
۳	سفوان	۷۰	۲ہجری	تعاقب کرز بن جابر ڈاکو
۴	ذی العشیرہ	۱۵۰	۲ہجری	برائے معاہدہ قبائل مینبوع
۵	بدر الکبریٰ	۳۱۳	۱۷ رمضان ۲ ہجری	کفار قریش ایک ہزار
۶	بنو قینقاع	–	شوال ۲ ہجری	قبایل یہود
۷	السویق	۲۰۰	شوال ۲ ہجری	تعاقب صخر بن حرب اموی
۸	بنو سلیم	۲۰۰	محرم ۳ ہجری	قبیلہ بنو سلیم یا غطفان
۹	غطفان انمار	۴۵۰ سوار	ربیع الاول ۳ ہجری	بنو ثعلبہ۔ بنو محارب
۱۰	اُحد	۶۵۰	۱۶ شوال المکرم ۳ ہجری	مدینہ سے تین میل کفار عرب

۱۱	حمراء الاسد	۶۴۰	۷ شوال ۳ ہجری	احد کے دوسرے دن تعاقب دشمن
۱۲	بنو نضیر	-	ربیع الاول ۴ ہجری	یہودی قبیلہ کا تعاقب
۱۳	بدر اخریٰ	۱۵۱۰	ذی قعدہ ۴ ہجری	انسداد قبیلہ قریش
۱۴	دومتہ الجندل	۱۰۰۰	ربیع الاول ۵ ہجری	مختلف قبائل عرب
۱۵	مریسیع	-	۳ شعبان ۵ ہجری	بنو مصطلق کا انسداد
۱۶	خندق (احزاب)	۳۰۰۰	شوال۔ ذی قعدہ ۵ ہجری	سرداران و قبائل یہود
۱۷	بنو قریظہ	-	ذوالحجہ ۵ ہجری	یہودی قبیلہ بنو قریضہ
۱۸	بنی لحیان	۱۱۳۰ سوار	ربیع الاول ۶ ہجری	اہل رجیع قاتلین مبلغ اسلام
۱۹	ذی قردہ (غابہ)	۵۰۰	ربیع الثانی ۶ ہجری	ڈاکوؤں کے خلاف
۲۰	حدیبیہ	۱۴۰۰	ذی قعدہ ۶ ہجری	قریش مکہ۔ مانعین عمرہ
۲۱	خیبر	۱۴۲۰	محرم ۷ ہجری	یہودی قبائل
۲۲	وادی القریٰ	۳۸۲	محرم ۷ ہجری	یہودی قبائل
۲۳	ذات الرقاع	۴۰۰	۱۰ محرم ہجری	مختلف قبائل
۲۴	فتح مکہ	۱۰۰۰۰	رمضان ۸ ہجری	قریش
۲۵	حنین	۱۲۰۰	شوال ۸ ہجری	مختلف قبائل
۲۶	طائف	۱۲۰۰۰	شوال ۸ ہجری	مختلف قبائل
۲۷	تبوک		رجب ۹ ہجری	افواج ہرقل۔ قیصر روم کا انسداد

غزوات کے علاوہ سرایا کی تعداد ساٹھ کے قریب ہے۔ یہ آٹھ سال کے اندر

معرکے ہوئے۔ ان جنگوں میں فریقین کے کل ۹۱۸ افراد کا جانی نقصان ہوا اور کفار کے ۶۵۶۵ افراد قیدی بنائے گئے جن میں سے ۶۳۴۷ قیدی حضور رحمۃ العالمین نے آزاد کردیے تھے۔

پیغمبر انسانیت کا عالمی منشور:

پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں جب اپنی حیات طیبہ کے آخری حج کا ارادہ فرمایا تو جملہ اطراف و اکناف میں اطلاع بھیج دی گئی۔ اس پر فرزندان اسلام کی ایک کثیر تعداد مدینہ طیبہ میں جمع ہوگئی۔ جس میں ہر طبقے اور ہر درجے کے افراد شامل تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سمیت ذی الحلیفہ میں احرام باندھا اور لبیک لبیک کی صداؤں کے ساتھ آپ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ ۹ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد وادی نمرہ میں اور پھر میدان عرفات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا چوالیس ہزار) قدسیوں کے ساتھ تشریف لائے تو یہ پورا میدان تکبیر و تہلیل کی ایمان افروز صداؤں سے گونج اٹھا۔

حضور محسن انسانیت نے جبل رحمت کے قریب قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہوکر کائنات انسانی کے لیے ایک ایسا بین الانسانی منشور پیش فرمایا جو بنی آدم کی فلاح و بہبود اور امن و سلامتی کے ابدی پیغام اور طریق کار پر مشتمل ہے۔ حضور کا یہ آخری خطاب ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے نام سے معروف ہے۔ آپ نے خداوند قدوس کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

''لوگو! میں تمہیں اس کی عبادت کی نصیحت کرتا ہوں۔ میری باتیں پوری توجہ اور غور کے ساتھ سنو! کیونکہ میں نہیں دیکھتا کہ اس سال کے بعد اس مقام پر۔ اس مہینہ میں، اور شہر میں پھر تم سے ملاقات ہوسکے۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت و آبرو کو ایک دوسرے پر آج کے دن اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت کی طرح حرام کردیا ہے۔ لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک، تم سب اولاد آدم ہو۔ اور حضرت آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں، اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر اور گورے کو

کالے پر کوئی امتیاز حاصل ہے۔ یعنی وطنیت اور رنگ ونسل کے سب امتیازات ختم ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور اخوت اسلامی کے رشتے میں منسلک ہے۔ تمہارے یہ غلام! تم اپنے خادموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ لوگو! دور جاہلیت کی ہر بات میں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں اس زمانے کے تمام خون باطل کردیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون (ابن ربیعہ بن الحارث) کا جو بنی سعد میں ابھی شیر خوار تھا اور ہذیل نے جسے قتل کردیا تھا' معاف کرتا ہوں اور زمانہ جاہلیت کے تمام سودی لین دین باطل کرتا ہوں۔ سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود (عباس ابن عبدالمطلب) کا باطل قرار دیتا ہوں۔ لوگو! اپنی عورتوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لیے حلال بنایا ہے۔ تمہاری عورتوں کو تمہارے مقابلے میں کچھ حقوق اور ذمہ داریاں سپرد ہیں۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہاری خوابگاہوں اور بستروں پر کسی غیر مرد کو ہرگز نہ آنے دیں۔ اور گھروں میں تمہاری اجازت کے بغیر کسی شخص کو داخل نہ ہونے دیں اور وہ کسی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں اور تمہارے ذمے عورتوں کا حق یہ ہے کہ ان کی خوراک اور پوشاک کا اہتمام کرو۔ اے لوگو! تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کا مال لینا جائز نہیں۔ میرے بعد کہیں اس اخوت اسلامی کو ترک کر کے کافرانہ ڈھنگ اور طرز زندگی اختیار نہ کرلینا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو! اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی یا پیغمبر آنے والا نہیں۔ اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی اور امت پیدا کی جائے گی۔ پس غور سے سن لو! تم اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو۔ پانچوں وقت نماز ادا کرتے رہو۔ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھتے رہو۔ اپنے مال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ حج بیت اللہ کرتے رہو اور اپنے امراء و حکام کی اطاعت پر کاربند رہو۔ تاکہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہوسکو۔ لوگو! میں تمہارے لیے ایک ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں۔ جب تک تم اس پر کاربند رہوگے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ ہے اللہ

تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اے لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اورتم سے تمہارے اعمال کی بابت بازپرس کی جائے گی اورتم سے میری بابت دریافت کیا جائے گا۔ تو بتاؤ تم وہاں کیا جواب دو گے؟ اس پر تمام حاضرین نے بآواز بلند عرض کیا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام حق پہنچادیا اور امت کونصیحت کرنے کا حق ادا کردیا۔ حقیقت سے پردے اٹھادیئے اور امانت الٰہی کو صحیح طریقے سے ہمارے سپرد کردیا۔ حاضرین کے اس جواب پر حضور محسن انسانیت نے انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ اے خدا سن لے اور گواہ رہنا کہ تیرے بندے کیا گواہی دے رہے ہیں۔ ممکن ہے بعض سامعین کے مقابلے میں بعض غیر حاضر لوگ ان باتوں کو اچھی طرح یاد رکھیں اور ان پر عمل پیرا ہوکر خوب حفاظت کا فریضہ انجام دیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو اسی مقام پر قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۵ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور اپنی نعمتیں پوری کردی ہیں اور تمہارے لیے "دین اسلام" کو پسند کیا۔ بعدازاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم مناسک حج ادا کرکے بیت اللہ میں آئے۔ طواف وداع سے فارغ ہوکر قدسیوں کی جماعت کے ساتھ "مدینہ منورہ" واپس تشریف لے گئے اور صرف اکیاسی روز بعد محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقهم وخاتم الانبیاء

محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۵

صاحبزادہ سید نثار قطب رضی شیرازی علی پوری

رحمہ اللہ تعالیٰ

جشنِ آمدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ

بلوغ المامول

از

مولانا محبوب احمد چشتی
خطیب مسجد وزیر اعلیٰ ہاؤس
جی - او - آر I ون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو پرہیز گاروں کو نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دینے والا ہے۔ رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو اس ذات اقدس پر جسے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام پر جو مینارہ ہدایت ہیں اور ان تمام پر جو انکے نقش قدم پر چلے اور انکی ہدایت سے راہنمائی حاصل کی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی محفل منعقد کرنا' یہ خوشی کا اظہار کرنا ہے۔ سچی محبت والا کوئی عقلمند اس میں شک نہیں کرتا کیونکہ مسرت کا اظہار کرنا شرعی طور پر امر قطعی ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اصول کی اصل ہیں بلکہ ان کی علت غائیہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کو جانتا ہے۔ رب ذوالجلال نے آپ کے وجود کا مکمل طور پر تعارف پیش کیا۔ آپ کے اسم گرامی' بعثت مبارکہ' جائے ولادت اور آپ کی رفعت شان کا ذکر فرمایا۔ لہٰذا تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے نور' اس کی کشادگی' اس کی دلیل اور جہان والوں پر اس کی نعمت فیضان کی وجہ سے مطلقاً فرحت اور دائمی مسرت حاصل کرتی ہے۔

قرآن مجید نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو بیان کرتا ہے۔ اجمالاً اور تفصیلاً آپ کی ثناء کرتا ہے۔

قلب مبارک کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(۱) تو اس (جبرئیل علیہ السلام) نے تو تمہارے دل پر اس قرآن کو اتارا۔

(۲:۹۷)

(۲) کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔ (۳۲\۲۵)
(۳) دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (۱۱\۵۳)

اخلاق حمیدہ کا ذکر

رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔ اور بے شک! آپ کے اخلاقِ حمیدہ بڑی شان کے ہیں۔ (۴\۶۸)

چہرۂ مبارک کا بیان

ارشاد خداوندی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (۱۴۴\۲)

بصارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

مالک کائنات نے فرمایا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (۱۷\۵۳)

صدر مبارک کا بیان

رب ذوالجلال کا فرمان ہے۔ تو تمہارا جی اس سے نہ رکے۔ (۲\۷)

آپ کی حیات طیبہ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشے میں بھٹک رہے ہیں۔ (۷۲\۱۵)

آنکھوں کا ذکر

خداوند قدوس نے فرمایا۔ اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے۔ جیتی دنیا کی تازگی۔ (۱۳۲\۲۰)

اسم مبارک کا ذکر

ارشاد خداوندی ہے:

(۱) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے۔ (۲\۴۷)

(۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں! اللہ کے رسول ہیں۔ (۳۳\۴۰)

(۳) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے رسول ہو چکے۔ (۳\۱۴۴)

(۴) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ (۴۸\۲۹)

آپ کے شہر کا ذکر

ارشاد رب ذوالجلال ہے۔ مجھے اس شہر کی قسم، کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (۹۰\۱،۲)

ازواجِ مطہرات کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ (۳۳\۳۲)

(۲) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (۳۳\۶)

نطق کا بیان

قرآن نے بیان کیا۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (۵۳\۳،۴)

صوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

کتاب اللہ نے وضاحت فرمائی۔
(اے ایمان والو) اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو۔ (۲\۴۹)

حفاظتِ مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔ (۶۷\۵)

آپ کی اطاعت کا ذکر

ارشاد خداوندی ہے:
(۱) جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (۸۰\۴)
(۲) اس کی وضاحت ایک اور آیت سے
اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (۴\۹۴)

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ رفعت ذکر سے مراد عام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شہرت زمین آسمان میں ہے یا وصف نبوت کا بیان۔
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی عرش پر مکتوب ہے۔ نیز نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شہادت اور تشہد میں ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا ذکر پہلی کتابوں میں فرمایا۔ گویا کہ آپ کا ذکر پوری دنیا میں پھیلا دیا گیا اور آپ پر نبوت کے سلسلے کو ختم فرمایا گیا۔ نیز آپ کا ذکر مبارک خطبات، آذان، رسائل کے آغاز اور اختتام پر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے

ذکر کے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر فرمایا۔

(۱) اور اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔ (۶۲\۹)

(۲) اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا۔ (۱۳\۴)

(۳) حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (۵۹\۴)

رب ذوالجلال اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور نبی کے نام سے ندا کرتا ہے۔ جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو نام کے ساتھ پکارا جاتا ہے۔ جیسے یا موسیٰ، یا عیسیٰ علیہم السلام۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی محبت لوگوں کے دلوں میں اس طرح راسخ فرمادی کہ وہ آپ کا ذکر سن کر خوش ہوتے ہیں۔

(۱) عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا۔ (۹۶\۱۹)

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کو آپ کی اتباع سے بھر دیا کہ تمام جہان والے آپ کی ثناء کرتے ہیں۔ آپ کی ذات پر درود کے تحفے بھیجتے ہیں اور آپ کی سنت کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ نماز کے فرائض میں سے کوئی فرض نہیں کہ جس کے ساتھ سنت نہ ہو۔ تو (نمازی) فرائض میں میرے حکم پر عمل کرتے ہیں جبکہ سنت میں آپ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب! میں نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ کی بیعت کو اپنی بیعت بنا دیا۔

(۱) جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔ (۸۰\۴)

(۲) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (۱۰\۴۸)

بادشاہ بھی آپ کی اتباع سے روگردانی نہیں کرتے۔ بلکہ کسی جاہل بادشاہ کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ آپ کے قبیلہ کے سوا کسی کو خلیفہ مقرر کردے۔

پس قراء آپ کے منشور کے الفاظ کو حفظ کرتے ہیں۔ مفسرین آپ کے فرقان کی تفسیر کرتے ہیں۔ واعظین آپ کی نصیحتوں کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ بلکہ علماء

اور سلاطین آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ دروازے کے پیچھے سے آپ پر سلام پڑھتے ہیں اور آپ کے روضہ اطہر کی مٹی کو اپنے چہروں پر ملتے ہیں اور آپ کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں۔ پس آپ کا شرف قیامت کے دن تک باقی ہے۔

صاحب خازن

نے اپنی تفسیر میں اس آیت (ورفعنا الخ) کی تفسیر میں یہ اضافہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے پکا وعدہ لیکر' ان پر ایمان لانے کو لازم کر کے اور آپ کی فضیلت کا اقرار کرا کر ذکر کو بلند کیا۔

علامہ ابن جوزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

نے زادالمسیر میں اس بات کو ذکر فرمایا اور یہ اضافہ فرمایا کہ ہم نے آسمانوں میں فرشتوں کے ہاں آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔

علامہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

نے بھی اس کی مثل ذکر کیا اور اپنی تفسیر فتح القدیر میں اس بات کا اضافہ کیا۔
المختصر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو آپ کے ذکر جلیل سے بھر دیا اور اللہ تعالیٰ نے لسان صدق' ذکر حسن اور عمدہ ثناء آپ کے لیے خاص فرمائی جبکہ دوسرے اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو اس شرف سے نہ نوازا۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (۲۱\۵۷)

یا اللہ تو درود وسلام بھیج آپ پر اور آپ کی آل پر اس تعداد کے مطابق جو درود پڑھنے والے ہر زبان کے ساتھ ہر زمانے میں درود پڑھیں اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان کتنا اچھا ہے۔

(۱) نبوت کی مہر آپ پر دلالت کرتی ہے۔
جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشہور ہے۔ وضاحت اور گواہی دیتی ہے۔
(۲) اور اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو اپنے نام کے ساتھ

ملایا جب پانچ مرتبہ مؤذن اشھد (میں گواہی دیتا ہوں) کہتا ہے۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ اسے بزرگی دے۔ پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پسندیدہ عمل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر محفل منعقد کرنا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جس میں فرحت وسرور اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محبت کا اظہار ہے اور جو چیز اس طرح ہو۔ پس وہ شارع علیہ السلام کے نزدیک مستحب اور پسندیدہ ہے۔ پس یہ نہ تو منکر ہے اور نہ ہی باطل بلکہ شریعت کے محکم مقاصد میں سے معروف ہے۔ اس وجہ سے علماء کرام نے میلاد شریف کا بیان کرنے والے کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ عالم ہو یا طالب علم ہو۔ نیز اس محفل کا سکون ووقار نے احاطہ کیا ہوا ہو اور اس مجلس میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو اور اس پاکیزہ محفل میں دف کے علاوہ اور کوئی مزامیر نہ ہو جبکہ یہ بھی بعض کے نزدیک ہے۔

سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر ان مذکورہ شرائط کے ساتھ جشن منانا جائز ہے۔

محفل کو منعقد کرنے سے روکنا صحیح نہیں۔ رکاوٹ کے ذرائع کے استعمال کی وجہ سے اس لیے رکاوٹ کے ذرائع کے قاعدوں پر اس وقت عمل کیا جاتا ہے جبکہ وہ بالکل غائب نہ ہو۔ اس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے اور مسلمانوں کی ضروری مصلحت فوت نہ ہو۔ مقاصد کے روکنے کے امکان کی طرف نظر کرتے ہوئے۔

اس کی مثال انگور، کھجور اور گندم کا بونا ہے جس سے شراب تیار کی جاتی ہے۔ تو ان چیزوں سے چونکہ شراب بنتی ہے تو کیا ہم ان کے اگانے کو منع کرسکتے ہیں؟ تو یہ بات کوئی عقل مند آدمی نہیں کہتا۔ اور اس طرح ہم اس مجلس کو بھی منع نہیں کرسکتے جس میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صالحین کی سیرت کا ذکر کیا جاتا ہو۔

یہ ایسی مجلس ہے کہ جس سے دل ترقی کرتے ہیں۔ نیز اس مجلس کے قائد اور نجات دہندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ یہ تعلق ایمان کو پختہ کرنے اور احسان کے درجے تک پہنچانے والا ہے۔ جو ایسی نیکی ہے۔ اس کی زیادہ ترقی کی صورت یوں بنتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر متکلم حاضر کے صیغے کے ساتھ درود وسلام پڑھے۔

''بے شک صدق نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور بے شک نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا یہ تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ جس سے ایک مومن ایمان کے اعلیٰ درجات تک ترقی کر جاتا ہے۔ پس اب جشن منانے کو روکنا جائز نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس میں بعض مخالف شرع امور خلل انداز ہوتے ہیں اور وہ بھی بعض اسلامی ملکوں میں ان مفاسد کو روکنا ضروری ہے' اور ایسے اجتماعات کو ان برائیوں سے پاک وصاف کیا جائے۔ یہاں تک کہ نور اور خیر عام ہو جائے اور ان تمام باتوں نے مجھے اس رسالہ کے لکھنے پر آمادہ کیا۔

میں نے اس کا نام ''**بلوغ المامول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم**'' رکھا۔

اور مجھ سے پہلے بڑے بڑے اکابر علماء نے اس میدان میں اولیت حاصل کی۔ ان میں سے بالخصوص میرے استاد المکرّم علامہ ڈاکٹر محمد بن علوی مالکی الحسنی مدظلہ العالی جنہوں نے اس موضوع پر ایک مختصر رسالہ لکھا۔ وہ ایسا جامع اور مانع ہے کہ ولادت باسعادت کے موقع پر محفل منعقد کرنے کے حوالے سے جو شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے تھے وہ سارے دفع کر دیئے۔ تو میرے لیے یہ حق نہیں بنتا تھا کہ ان کے قلم اٹھانے کے بعد میں بھی قلم اٹھاتا۔ لیکن استخارہ اشارہ اور ان سے اجازت ملنے کے بعد میں نے کچھ ورق سیاہ کئے۔ اس فیض کے پیش نظر جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا اللہ سبحان تعالیٰ پر اعتماد کرنے کے بعد میں نے اپنے سلف صالحین پر بھروسہ کیا۔

تمہید

ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی کا اظہار کرنے کے بارے میں وارد ہونے والے تفصیلی دلائل کے ذکر سے پہلے اچھا ہوگا کہ ہم مولد کا معنیٰ' اس کی عظمت کا مقصد اور اس کے علاوہ تمام فوائد ذکر کر دیں۔

مولد کا لغوی معنیٰ

وقتِ ولادت ۱۲' ربیع الاوّل

یا

جائے ولادت مکہ مکرمہ

مؤرخین کے نزدیک اس کا مفہوم

لوگوں کا اکٹھے ہونا' قرآن خوانی کرنا' انبیاء میں سے کسی نبی کی ولادت کے بارے میں یا اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کے حوالے سے وارد ہونے والی روایات کو بیان کرنا اور ان کے اقوال' افعال کی بنا پر ان کی تعریف کرنا۔

(اعانۃ الطالبین ج۳\ ص۳۶۱)

جشن ولادت منانے کا مقصد

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر محفل منعقد کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ اس میں انبیاءؑ اولیاء اور صلحاء امت کی عظمت کا ذکر ہو جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مصداق ہیں۔

''بات یہ ہے کہ جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے''۔ (۲۲\۳۲)

بلاشک و شبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کے عظیم شعائر میں سے ہیں اور قدر کے اعتبار سے بزرگ و برتر ہیں۔ اور یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جشن ولادت سے مزید پختہ ہوجاتی ہے کیونکہ آپ کی تعظیم کرنے کا حکم قرآن مجید اور سنت مطہرہ میں موجود ہے۔

اور اس کے علاوہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کے اس قدر فوائد ہیں جو کہ ان گنت ہیں۔

(۱) محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ولادت باسعادت کے ذکر، آپ کے معجزات، سیرت طیبہ اور آپ کی تعریف و ثناء پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے کے لیے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ احادیث، سیرت طیبہ کی قرأت ہوتی ہے۔ نیز فقراء اور مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔

(۲) جشن ولادت باسعادت منانے کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ حضور کی ولادت کے ذکر کو زندہ کیا جاتا ہے۔

حافظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا کہ ولادت باسعادت کے عمل میں اصل یہ ہے کہ وہ لوگوں کا مجتمع ہونا، قرآن خوانی کرنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کے بارے میں وارد ہونے والی اخبار کو ذکر کرنا اور اسی طرح ان آیات کو پڑھنا جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وارد ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ ایسی بدعت حسنہ ہے کہ جس کے کرنے والے کو اس پر ثواب دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے، خوشی کا اظہار کرنا ہے اور ولادت باسعادت کے جشن سے مسرور ہونا ہے۔

امام شہاب الدین المعروف ابوشامہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''ہمارے

زمانے میں جو اچھا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر سال اس دن کہ جو حضور کی ولادت، کے دن کے موافق ہو۔ اس میں صدقات کیے جاتے ہیں، حضور کی نعت پڑھی جاتی ہے اور زینت وسرور کا اظہار کیا جاتا ہے۔ (الحاوی للفتاوٰی ج ۱ ص ۲۵۲)۔

نیز اس کے ساتھ ساتھ اس میں یہ بھی ہے کہ فقراء پر احسان کیا جاتا ہے۔ حضور کی محبت پر یہ بات دلالت کرتی ہے یہ کام کرنے والے کے دل میں حضور کی عظمت موجزن ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ہے جو اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرما کر کیا۔ وہ ذات کہ جس نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ (الباعث علی انکار البدع والحوادث ص ۲۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ میرا یہ رسالہ چار فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اوّل

دلائل از کتاب اللہ

فصل دوم

دلائل از سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فصل سوم

دلائل از اجماع امت

فصل چهارم

اعتراضات اور ان کے جوابات

فصل اوّل

جشن میلاد اور قرآن

نمبرا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فضل و رحمت

''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔'' (۱۰\۵۸)

پس اللہ تعالیٰ ہم سے اس بات کا مطالبہ فرماتا ہے کہ ہم رحمت پر خوش ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے'' (۲۱\۱۰۷)

حضرت ابو شیخ علیہ الرحمۃ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا فضل علم ہے اور اس کی رحمت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔''

(تفسیر درِّ منثور ۲۶۷\۱۴۱)

آیت کریمہ میں فضل کے بعد رحمت کا ذکر یہ تخصیص بعد التعمیم ہے اور وہ آپ کے مہتم بالشان ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور ''ذلك'' اسم اشارہ کو اس مقام پر ذکر کرنا یہ اس بات پر سب سے بڑی دلیل ہے کہ فرحت اور سرور کے اظہار پر ابھارا جائے۔ اس لیے کہ یہ اضمار کی جگہ اظہار ہے اور اس کے اہم اور لازمی ہونے

پر دلالت کرتا ہے۔

اور اس وجہ سے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں فرمایا کہ ''فبذلك فليفرحوا'' تاکید اور تقریر کے لیے ہے اور اس کے بعد رائج قول یہی ہے کہ آیت میں رحمت مذکور سے مراد وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف رحمت مشہور ہے۔ جس طرح کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رہنمائی کرتا ہے۔

وما ارسلنك الا رحمة للعالمين۔ (روح المعانی ۱۴۱\۱۰)

تفسیر ابی سعود ملاحظہ ہو۔ (تفسیر ابی سعود ۱۵۶\۴)

امام رازی رحمۃ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''**فبذلك فليفرحوا**'' کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ حصر کا فائدہ دیتا ہے یعنی انسان پر واجب ہے کہ وہ رحمت پر ہی خوش ہو۔ (التفسیر الکبیر لامام الرازی ج ۱۷ ص ۱۲۳)

اطمینانِ قلب

دلیل نمبر۲: رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

''اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں۔ جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔'' (۱۱\۱۲۰)

اس آیت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں کو ذکر کرنے کا مطالبہ ہے۔ کیونکہ اس میں دلوں کی تقویت ہے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ اور ولادت باسعادت کا ذکر نبی پاک کی اخبار پر مشتمل ہوتا ہے۔ تو آپ کے ذکر کرنے میں مومنین کے دلوں کی تقویت ہے تو یہ بات اس پر ابھارتی ہے کہ آپ کی ولادت کا ذکر کیا جائے اور آپ کی کرم نوازی کا۔

مصنف کہتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں کہا۔

انبیاء کرام کا ذکر جو ہم آپ پر بیان کرتے ہیں۔ تو ہم اس ذکر سے آپ کے

دل کو تقویت پہنچاتے ہیں تو آپ کے علاوہ لوگ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے دل کو مضبوط کیا جائے۔ تو آپ کی ثناء اس حوالے سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعار بن جائے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

نمبر۲: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حکایت کے طور پر ذکر کیا گیا۔

''اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو۔ ہمارے اگلوں' پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے''۔(۵\۱۱۴)

صاحب روح البیان نے اس آیت کے بارے ارشاد فرمایا۔ یعنی اس مائدہ کے نزول کا دن عید بن جائے تاکہ ہم اس کی تعظیم کریں۔ اب اس بات کو مائدہ کی طرف منسوب کیا۔ اس لیے کہ دن کی عظمت اس مائدہ کی شرافت کی وجہ سے ہے۔

نیز ایک اور آیت اسے مضبوط کرتی ہے اور تقویت دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ جو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن اُٹھائے گا۔ (۱۹\۱۴)

یہ آیت اور اس کے مابعد و ماقبل کی دیگر آیات اشارۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد پر مشتمل ہیں۔ نیز وہ آپ کی تعریف اور ان خصوصیات کا بیان جنکے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام پر احسان فرمایا۔ تو یہ مجموعی طور پر اس بات پر شاہد اور داعی ہیں کہ اب بڑے احسان پر جشن کا اہتمام کیا جائے۔

عظیم تر

تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد سے بلحاظ عظمت

ورفعت کم نہیں ہے۔ بلکہ رسول کا میلاد اس سے عظیم تر ہے۔ اس لیے کہ حضور عظیم ہیں۔ لہٰذا آپ کا میلاد بھی عظیم ہے۔

رب ذوالجلال کا یہ فرمان:

''اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ اور انہیں اللہ کے دن یاد کراؤ۔ (۱۴\۵)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''اور ان پر پڑھو خبر ابراہیم علیہ السلام کی۔'' (۲۶\۶۹)

اس سے مراد ان کا ذکر اور ان انعامات کا ذکر جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرمائے اور ان چیزوں کا ذکر جو وہ لے کر آئے۔ مثلاً ہدایت، نور، شریعت، حکمت، وعظ ونصیحت اور معجزات جو کہ دلوں اور عقلوں کو اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی طرف متوجہ کر دے۔ جو اس نے اپنے بندوں پر کیا تا کہ وہ اس وجہ سے رب ذوالجلال کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور ہر پریشانی اور وسعت کے وقت میں اس کو پکارتے ہیں۔ تو یہ بات رسل عظام کی ولادت باسعادت سے لے کر ان کے اس ظاہری جہان سے پردہ فرمانے تک کے تمام احوال پر مشتمل ہوگی۔ (رسولوں کے قصص کا بیان کرنا) یہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو تقویت دیتا ہے اور عقلوں کو روشن کرتا ہے۔ ان کی ارواح کو بلند کرتا ہے، نگاہوں کو تیز کرتا ہے، مشام کو پاک کرتا ہے۔

پس لوگ اس اطاعت اور شدید محبت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس پر معتکف ہوتے ہیں، اس سے استدلال کرتے ہیں، اس کی رضا سے تعلق جوڑتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے متنفر ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اور اس سے بھی زیادہ فوائد ذکر مبارک سے، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کرنے سے اور اس پاکیزہ موقع پر محافل منعقد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

اور اس وجہ سے اچھا ہے لوگوں کو ان کی طرف بلانا۔ صحابہ کرام کی اتباع پر ابھارنا' ان کے طریقے کی حفاظت کرنا اور بے شک نفوس کا شوق اس سے زیادہ ہوگا کہ اسے اچھے مقاصد' انتہائی معزز اور بہترین مقام کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اس شخصیت کے ذکر کے ساتھ کہ جن کا اسوہ حسنہ ہے' جس سے لوگ محبت کریں اور جسے پہنچانتے ہوں۔ اس کی سیرت کے ذکر سے جس میں زیادہ اثر کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ اس کا مرتبہ بزرگ و برتر ہونے کی وجہ سے ان کی صورت لوگوں کے ذہنوں میں نقش ہوجائے گی۔ جب وہ ان کا ذکر سنیں گے اور لوگوں پر ان کی خبروں کو بیان کیا جائیگا اور ان کے لیے عظمت کے مظاہر آپ کی سیرت میں روشن ہوں گے۔ لوگوں کے لیے آپ کے اقوال و افعال میں سے عجیب باتیں روشن ہوں گی تو وہ آپ کی اقتداء کرنے' رغبت کے ساتھ ان کی حکایت کو پڑھنے اور زیادہ سے زیادہ شوق پر مطلع ہوں گے۔

تنبیہ

مسلمانوں کو کتنے واضح نقصان اٹھانے پڑے۔ جب انہوں نے اپنے بڑوں کے ذکر اور ان کی سیرت کو چھوڑ دیا۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ** اور سب سے عجیب یہ کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کے' ذکر کو چھوڑ دیا حالانکہ قرآن کریم اکابر کی سیرت کے ذکر کی بار بار تاکید کرتا ہے اور ان کے ذکر سے مراد یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی ماؤں کے رحم میں قرار پکڑا۔ اس وقت سے لے کر ان کے ظاہری وصال فرمانے تک۔

اسی وجہ سے ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی کے اظہار کے مستحب ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے۔

ذکر انبیاء علیہم السلام

نمبر۴: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے میلاد کے قصے کو بیان فرمایا۔ جس طرح کی کثیر آیات حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کے ذکر پر اشارۃ دلالت کرتی ہیں۔ نیز آپ کی والدہ ماجدہ (حضرت مریم علیہ السلام) کی دعا۔ اور آپ کو جو خوف اور عذر لاحق ہوا اور جو ان کی ولادت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی کفالت کی اور اس طرح قسم قسم مختلف النوع کے رزق کا آپ کے پاس جمع ہونا۔ نیز یہ بھی کہ اشراف قوم کا اس بات کا اظہار کرنا کہ کون حضرت مریم کی کفالت کرے گا اور اسی وجہ سے انہوں نے قرعہ اندازی کی۔ ان تمام باتوں کا ذکر سورۃ آل عمران کی آیت ۳۴ سے لے کر ۴۴ تک میں موجود ہے۔

انہی آیات کے ضمن میں کچھ ایسی آیات ہیں کہ جو حضرت یحیٰ بن حضرت زکریا علیہم السلام کے ذکر پر مشتمل ہیں۔ جو آپ کی تکریم و بزرگی پر دلالت کرتی ہیں۔ ان کے علاوہ سورۃ آل عمران کی دوسری آیات' سورۃ المائدہ اور سورۃ مریم کی کچھ آیات ایسی ہیں کہ جن پر اللہ کے بندے' اس کے رسول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر ہے۔

تو میں کہتا ہوں کہ کیا ان تمام باتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی نعمت کا ذکر کیا جائے۔ حالانکہ یہ تو پختہ اور یقینی بات ہے کہ آپ مطلق رب ذوالجلال کی پوری مخلوق سے افضل ہیں۔

تعظیم وتوقیر

نمبر۵: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔'' (۴۸؍۱۹)

مفسرین کرام کے اس آیت کی تفسیر میں دو مذہب ہیں۔

۱- پہلے مذہب والوں نے تمام ضمیروں کا مرجع ایک قرار دیا۔

۲- دوسرے مذہب والوں نے ضمیروں کے مرجع میں فرق کیا۔

مذہب اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں جتنی ضمیریں ہیں۔ ان کا مرجع یا تو اللہ تعالیٰ ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مفسرین کی ایک جماعت کی یہ رائے ہے جن سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

(۱) جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ مرجع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر ان کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر قریب میں کیا گیا ہے۔

(۲) تفریق بین الضمائر ضرورت کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

(۳) ''تسبحوہ'' کا معنی ہے کہ ان کی نقائص سے پاکی بیان کرو۔

دوسرا مذہب ان لوگوں کا ہے جو ضمیر کا مرجع مختلف بتاتے ہیں۔ انہوں نے کہا تسبحوہ میں ضمیر کا مرجع اسم جلالت (اللہ) ہے جبکہ وتعزروہ اور تو قروہ کی ضمیر کا مرجع اسم رسالت (النبی) ہے۔ ان ضمیروں کا اسناد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف آپ کی عظمت وتوقیر کے پیش نظر ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل کی طرف پہنچانے والی ہے۔ تو عرب کا یہ دستور لف نشر مرتب کے حوالے سے ہے۔

فصل دوم

حدیث مصطفیٰ ﷺ سے دلائل

پیر اور روزہ

دلیل نمبرا: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسی دن میری ولادت باسعادت ہوئی اور اسی دن میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔ یہ حدیث پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت پر جشن منانے پر نص ہے۔ اس کے علاوہ یہاں اور کسی چیز کا احتمال نہیں۔ (صحیح مسلم ۲\۸۱۹)

مخالفین اس سے صرف یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس دن صرف روزہ رکھنا چاہیے۔ یہ ان کا ظاہری خیال ہے اور تخصیص بلا مخصص ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے لیے اس میں یہ بات ہے کہ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جشن منانا شرعاً مطلوب ہے۔

حافظ ابن رجب حنبلی نے اس بارے میں اپنی کتاب **لطائف المعارف فیما المواسم العام من الو ظائف** میں کیا خوب بات فرمائی ہے۔ (ص ۹۸)

اس میں اس بات کی طرف اشارہ کہ جس دن نعمت کی تجدید ہوئی اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔ تو اس امت پر اللہ تعالیٰ نے جو سب سے بڑی نعمت عطا فرمائی وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور، آپ کی بعثت اور آپ کو ان کی طرف بھیجنا ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔" (۳ \۱۶۴)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس دن اپنے مومن بندوں پر نعمت کی تجدید فرمائی۔ اس دن روزہ رکھنا ایک اچھا اور خوبصورت عمل ہے۔ تو محفل میلاد منانا ان نعمتوں کے مقابلے کے باب سے ہے کہ جن میں تجدد اوقات میں شکر ادا کیا جاتا ہے۔

اس اطاعت سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تک پہنچنا مقصود ہے اور یہ مقصود کسی وسیلہ شرعی سے بھی متحقق ہوسکتا ہے۔ تو وہ وسائل بھی مقصد کے حکم میں ہوتے ہیں جبکہ وہ مقصد شرعی ہو۔

دس محرم الحرام کا روزہ

دلیل نمبر۲: عاشوراء کا روزہ رکھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کو آپ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ تو آپ نے ان سے اس روزے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات عطا فرمائی۔ تو ہم آپ کی تعظیم کے پیش نظر اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ تو (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(صحیح بخاری ۷/۲۱۵۱ صحیح مسلم ترجمہ نمبر ۱۱۳۰)

اس حدیث میں ایام کا تعین اور اہتمام کی دلیل موجود ہے۔

امیر المومنین فی الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے ولادت باسعادت کے موقع پر جشن منانے کے مشروع ہونے پر استدلال کیا ہے۔ جس طرح کہ ان سے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں فتویٰ نقل کیا ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ ۱/۱۹۶)

جو انہوں نے لکھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اس چیز پر جو اس نے ایک معین دن میں نعمت عطا فرمائی یا کسی مصیبت کو دور کیا۔ تو ہر سال اس دن کے آنے پر اس چیز کا اعادہ کیا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ طرح طرح کی عبادتیں کرنے سے ادا ہوتا ہے۔ جیسے سجدہ کرنا' روزہ رکھنا' صدقہ دینا' قرآن مجید پڑھنا وغیرہ۔

تو اس دن میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر کوئی اور نعمت نہیں ہوسکتی ہے۔

صحابہ کرام اور ذکر انبیاء علیہم السلام

دلیل نمبر ۳: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انبیاء کرام کی سیرت بیان کر رہے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ذکر بدرجہ اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ آپ تمام انبیاء سے افضل و اکمل ہیں اور آپ ان تمام اوصاف کے جامع ہیں جو ان میں متفرق طور پر تھے۔ تو جشن ولادت باسعادت میں بھی تو یہی کچھ ہوتا ہے کیونکہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ذکر ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ یعنی انبیاء کرام کا ذکر کر رہے تھے تو اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور جب قریب آئے تو انہیں (صحابہ) کو انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔

بعض نے کہا کہ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ ایک نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے کلام اور تعجب کو سن لیا۔ بے شک

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور وہ اس طرح ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں اور وہ اس طرح ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ اس طرح ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور وہ اس طرح ہے۔ خبردار میں حبیب اللہ ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں۔ قیامت کے دن لواء حمد اٹھانے والا میں ہوں گا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا سب ہوں گے لیکن مجھے اس پر فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کے دورازے کی کنڈی کو میں حرکت دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے۔ لیکن فرمایا کہ مجھے اس پر فخر نہیں جبکہ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لیکن مجھے اس پر فخر نہیں۔

(تحفۃ الترمذی ۸۶\۱) (سنن الدارمی ۲۶\۱) (الشفاء ۲۰۸\۱)

یہ حدیث قوی ہے۔ جس کے شواہد کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا۔ (دلائل النبوۃ ۱۵\۰۵-۲۷۰-۵۰۰) جبکہ اصل حدیث صحیحین میں موجود ہے۔

ابولہب اور عذاب

دلیل نمبر۴: حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی نے اپنی کتاب ''مورد الصادی فی مولد الھادی'' میں فرمایا کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ابولہب سے ہر سوموار کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوش ہوکر ثویبہ آزاد کرنے کی وجہ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے پڑھا جب یہ کافر ہے اور اس کی مذمت یہ آیا ہے۔

کہ اس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہے۔

یہ آیا ہے کہ پیر کے دن ہمیشہ۔

حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوش ہونے کی وجہ سے تخفیف کی جاتی ہے

پس اس بندے کے بارے میں کیا گمان ہے کہ جس کی ساری عمر۔

حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خوش ہوا اور وہ موحد ہو کر مرجائے۔ پس جب یہ کافر کہ جس کی مذمت میں قرآن مجید نازل ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوش ہونے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ تو اس شخص کا کیا حال ہوگا کہ جو محفل میلاد منعقد کرتا ہے۔

شیخ القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری نے اپنی کتاب عرف التعریف المولد الشریف میں اس کی تائید کی اور اسے برقرار رکھا۔

عقیقہ

دلیل نمبر۵: حافظ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ نے اپنے ''رسالہ حسن المقصد'' میں ذکر فرمایا۔ نیز مصنف کو ایک اور حوالہ بھی ملا جسے امام بیہقی نے ذکر کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا جبکہ آپ کے دادا عبد المطلب نے اپنی ولادت سے ساتویں دن بعد آپ کا عقیقہ کیا تھا۔ اور عقیقہ کا دوبارہ اعادہ نہیں ہوتا۔ تو آپ کے فعل کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ کہا۔ اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ امت کے لیے اسے مشروف فرمایا۔ جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے صلوٰۃ پڑھتے تھے۔ اسی وجہ ہمارے لیے بھی اس شکریہ کا اظہار مستحب ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے موقع پر اجتماع کیا جائے۔ کھانا کھلایا جائے اور اس قسم کے جتنے تقرب حاصل کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کے طریقے ہیں۔ (الحاوی للفتاوی ۱۹۶/۱)

تخلیق آدم علیہ السلام

دلیل نمبر ۶: یہ صحیح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی فضیلت کے

بارے میں ارشاد فرمایا ''اور اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے''

(موطا امام مالک ۱\۱۰۸\۱ الترمذی ترجمہ نمبر ۴۹۱)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

اس کلام سے دلالۃ النص اور اقتضاء النص سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جمعہ کی فضیلت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے اس دن پیدا ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس سے اس دن کی فضیلت ثابت ہوئی۔ جس دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور یہ فضیلت اسی دن کے ساتھ مخصوص نہیں ہوگی جس دن حضور پیدا ہوئے۔ بلکہ یہ فضیلت فی نفسہٖ ہوگی کہ جب بھی وہ دن آئے گا ایسی فضیلت ہوگی۔ جس طرح کہ جمعہ کے دن کی فضیلت ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی

دلیل نمبر ۷: حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہودی آدمی نے پوچھا۔ اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے۔ اگر وہ آیت یہودیوں کی قوم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ تو اس پر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کونسی آیت ہے۔ یہودی نے کہا

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کر لیا۔'' (۵\۳)

حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس دن کو جانتا ہوں کہ جس میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس جگہ کو بھی جانتا ہوں جہاں یہ نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن مقام عرفہ پر تشرف فرما تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام ترمذی نے بیان کیا۔ اور کہا اس میں نازل ہوئی عید کے دن یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن۔ نیز امام ترمذی نے کہا

وھو صحیح۔ (ترمذی ۲۵۰۱۵)

یہ دلیل بھی سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کرتی ہے۔ اس بارے میں کہ اس دن کو عید منانا جس دن میں کوئی بڑی نعمت عطا ہوئی۔ اس لیے کہ وہ زمانہ اس نعمت عظمیٰ کے لیے ظرف ہے تو جس دن وہ عظیم نعمت عطا فرمائی گئی جب وہ دن لوٹ کر آئے گا تو وہ اس نعمت کے شکر کا وقت اور فرحت و سرور کے اظہار کا موقع ہوگا۔

میلاد النبی ﷺ اور صلوٰۃ وسلام

دلیل نمبر ۸: جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے، ذکر کرنے، صدقہ خیرات دینے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مدح کے بیان کرنے۔ نیز آپ کے عمدہ خصائل اور احادیث مبارکہ کے ذکر پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ تمام امور شرعی طور پر مطلوب و مستحب ہیں اور جو چیز شرعی مطلوب کا باعث اور معاون ہو۔ وہ بھی شرعاً مطلوب ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام بھیجو۔" (۵۶\۱)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت سے مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ ملاء اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے عبد خاص اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام ہے کہ وہ مقرب فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف کرتا ہے اور فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی کے لوگوں کو بھی صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا۔ تاکہ دونوں جہانوں کی ثناء آپ کے بارے اکٹھی ہوجائے۔ یعنی عالم بالا اور عالم زیریں اس بارے مجتمع ہوجائیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۳\۵۰۶)

اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف بیان فرمائی اور اس بارے ترغیب دلائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی موجودگی میں صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا۔ حضور اس پر خوش ہوئے نیز مدح کرنے والے کو دعا اور انعام سے سرفراز فرمایا۔

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حمد اور نعت لکھی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایالاؤ (یعنی سناؤ) اور آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے کرو۔

(مسند احمد بن حنبل ۱۴\۲۴ ابن ابی شیبہ ۱۶\۱۸۰ طبرانی معجم ۱\۸۴۲)

نوٹ: اس روایت کی سند میں ایک راوی علی بن زید بن جرعان ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔ (جبکہ فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہوتی ہے)

حمزہ بن یوسف سہمی نے تاریخ جرجان میں ابن سعید اشج سے اس طرح روایت کیا۔ کہ عبد السلام بن حرب بن عوف نے حضرت حسن سے انہوں نے حضرت اسود سے اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کیا۔

(تاریخ جرجان ص ۴۱۳ ترجمہ نمبر ۷۲۴)

نیز اس کی اسناد صحیح ہے اور راوی اس کے قابل حجت اور ثقہ ہیں۔ عوف سے مراد ابن ابی جمیلہ ہیں اور حسن سے مراد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنہوں نے حضرت اسود سے سنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کثیر صحابہ کرام نے بیان کی۔ ان میں سے حضرت ابو رواحہ ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن ابی رواحہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح تعریف کرتے تھے۔

ہم میں پڑھتے ہیں رسول اللہ ربانی کتاب
صبح گہ جب روشنی پھیلائے اپنی آفتاب

ہم سے اندھوں کو دکھاتے ہیں صراط مستقیم
مانتے ہیں اس کو ہم فرمائیں جو عالی جناب

ان کے پہلو رات کو بستر سے رہتے ہیں الگ
خواب گاہوں میں کہ ہوں کفار جس دم محو خواب

(صحیح بخاری کتاب الادب ۲۷۸/۵ ترجمہ نمبر ۵۷۹۹)

مدحیہ اشعار پڑھنے والے کو سننا جائز ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف جا رہے تھے۔ ہم رات کو چلے تو قوم کے ایک آدمی نے حضرت عامر ابن اکوع سے کہا کہ آپ ہمیں اپنے رجزیہ اشعار نہیں سنائینگے۔ جبکہ عامر ابن اکوع ایک شاعر آدمی تھے تو وہ قوم کے بارے میں اس طرح اشعار پڑھنے لگے۔

تو گر ہدایت نہ فرماتا میرے پروردگار
کیسے بن سکتے تھے ہم بندے تیرے طاعت گزار

بخش دے ہم زندگی بھر کام جو کرتے رہے
دشمنوں کے بالمقابل دے ہمیں صبر وقرار

ہم پر نازل کر سکینہ اے مرے رب غفور
چیختے جب دشمنان دین آئیں نابکار

(صحیح بخاری کتاب الادب باب مایجوز من الشعر ۲۲۹۴/۵)

ایمان افروز حکایت

دلیل نمبر۹: شیخ ابن تیمیہ نے جلیل القدر امام احمد بن جنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفۃ اصحاب الجحیم میں حکایت

بیان کی ہے۔

مجھے اس بات کی خبر دی گئی کہ انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کہا۔ اگر ہم مقرر کریں کوئی دن جس میں ہم اکٹھے ہو کر اس امر عظیم کا ذکر کریں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام فرمایا۔ تو کہنے لگے وہ ہفتہ کا دن، پھر کہنے لگے کہ ہم یہود کے دن میں ان کے ساتھ موافقت نہیں کرینگے۔ کہنے لگے کہ اتوار کا دن، پھر کہنے لگے کہ ہم عیسائیوں کے دن میں ان کی موافقت نہیں کرینگے۔ تب انہوں نے کہا کہ عروبہ کا دن اور وہ جمعہ کے دن کو یوم العروبہ کہتے تھے۔ پس وہ سارے ابو امام سعد بن زرارہ کے گھر جمع ہوئے۔ ان کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی جو ان تمام کو کافی ہوئی۔

تو اے ہمارے معزز قاری تو نے دیکھا۔ اس حدیث سے درج ذیل امور ثابت ہونا ممکن ہیں۔

(۱) نئی نئی مستحسن باتیں جو اس سے متعلق ہیں۔ نیز اس حدیث سے یہ مفہوم لیا جاسکتا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسے جدید امور کو برقرار رکھا جنکی دلیل شرعی اصول میں موجود ہو۔ اس دن میں ہونے والے عظیم امر کو بھی صحابہ کرام کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اس لیے اجازت کا انتظار نہ کیا چہ جائیکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم ملنے کے منتظر رہتے۔

(۲) اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ ابن تیمیہ نے بھی استدلال کیا۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی ہر اس کام میں مخالفت ضروری ہے جو ان کا شعار اور عادت ہو۔ بالخصوص اس معاملہ میں مخالفت لازمی ہے جس کا تعلق عبادت کے امور کے ساتھ ہو۔

(۳) نعمت کا ذکر کرنا، خوشی منانا اور ان دنوں میں جشن منانے کا مستحب ہونا اس

حدیث سے سمجھا جاتا ہے اور یہ مسئلہ انصار کی اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس دن انہوں نے اسلام کی دولت حاصل کی۔ اس دن اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان ہونا اور ان کا اس دن کو تلاش کرنا کہ جس میں وہ اس عظیم احسان پر خوشی کا اظہار کرنے کو اختیار کر سکیں۔

فصل سوم

اجتماعی دلائل

تاریخ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحسن ہونے پر اجماع اُمت منعقد ہو چکا ہے۔

علماء نے ذکر فرمایا کہ سب سے پہلے اربل کے بادشاہ مظفر[1] نے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا اور وہ اس موقع پر بڑے بڑے علماء اور ان کے ماسوا اہل علم کو دعوت دیتا تھا۔

نیز آئمہ مجتہدین میں سے ہر ایک نے اسے مستحسن قرار دیا۔ چنانچہ مجتہد امام ابوشامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الباعث علی انکار البدع والحوادث'' میں ارشاد فرماتے ہیں ہمارے زمانے میں جو ایک اچھا نیا کام (بدعت حسنہ) کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کے موافق ہو۔ اس میں صدقات و خیرات' نیکیاں اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک تو فقراء پر احسان ہوتا ہے اور دوسرا یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت ہے۔

ہم نے معزز بادشاہ اور ابوشامہ مقدسی ۶۶۵/۲ کے معاصرین میں سے کوئی اپنا

---

[1] وہ عظیم المرتبت بادشاہ مظفر الدین ابوسعید کوکبری بن علی الترکمانی ہیں۔ وہ ایک جسیم اور بہادر بادشاہ تھے۔ حافظ ذہبی نے کہا وہ عاجزی کرنے والا پکا سنی اور فقہا ومحدثین کا محب تھا۔ اس کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ۲۲/۳۳۶)

شخص نہیں پایا جس نے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا ہو۔

نیز جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشروع ہونے پر اجماع سکوتی ہے اور علماء کے نزدیک مستحسن ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ (المستدرک للحاکم ۳/۷۸۔ المقاصد الحسنہ ۳۶۷)

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس میں رائے کو کوئی دخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل چہارم

جشن میلاد النبی ﷺ پر
اعتراض اور جواب

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشروعیت کے بارے میں بیان کردہ دلائل کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اس بارے وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات ذکر کیے جائیں۔

تاج الدین عمر بن علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۴) نے میلاد شریف پر وارد ہونے والے اعتراضات کے بارے میں ایک رسالہ لکھاہے۔ اس میں خلاصہ یہ ہے کہ اعتراض صرف ان خلاف شرع امور پر ہے جن کو میلاد شریف میں داخل کر دیا گیا ہے۔

پس اعتراض جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشروعیت پر نہیں۔ بلکہ ان چیزوں پر ہے جو خلاف شرع اس کے ساتھ ملا لی گئی ہیں۔ تو یہ صرف میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ بات تو میلاد شریف کے علاوہ چیزوں میں بھی پائی جاتی ہے۔

نیز مذکورہ فاکھانی ان لوگوں سے بعد کے ہیں۔ جنہوں نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مستحسن قرار دیا اور اسے برقرار رکھا ہے جیسے کہ پہلے ذکر کیا گیا تو فاکھانی کا کلام اس مخالف کی طرح ہے کہ جو اس بات کی مخالفت کرے جس پر مسلمان متفق ہو چکے ہیں یہ تو اس حوالے سے بھی محل نظر ہے جیسا کہ علم اصول سے معلوم ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فاکھانی کے رسالے کو کتاب ''حسن المقصد فی عمل

المولد'' میں ذکر کر کے اس کا محاسبہ کیا اور اب کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

(الحاوی للفتاویٰ ۱/ ۱۹۳)

اگر معترض یہ اعتراض کرے کہ بے شک میلاد شریف کا جشن ایک بدعت ہے اور حدیث میں ہے کہ ''ہر بدعت گمراہی ہے'' نیز بزرگان دین میں سے کسی نے نہیں کیا تو اس کا جواب کئی طرح سے ہے۔

اوّل

بدعت وہ ہے:

(۱) جو شریعت کے موافق ہو۔

(۲) جو شریعت کے مخالف ہو۔

پہلی قسم اباحت' استحباب اور وجوب کے درمیان دائر ہے۔

دوسری قسم کراہت اور حرمت کے درمیان دائر ہے۔

بدعات کی ان دو قسموں کی طرف تقسیم یقیناً درست اور تائیدشدہ ہے۔ کثیر آئمہ دین کی عبارات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں۔ جیسے امام شافعی' عزبن عبد السلام' ابوشامہ مقدسی' امام نووی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ۔

تہذیب الاسماء واللغات للامام النووی (۲۲/۳)

فتح المغیث للامام السخاوی (۲۲۹/۳)

نیز علماء اس بارے میں متفق ہیں جبکہ انہوں نے فقط اس کا نام رکھنے میں اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے اس کا نام بدعت حسنہ رکھا۔ اسے مصالحہ مرسلہ کہا اور اس بات کی طرف اشارہ امام شاطبی نے اپنی کتاب اعتصام میں کیا۔

دوم

اصطلاح میں بدعت اسے کہا جاتا ہے جو ایک متفق علیہ چیز کے خلاف ہو۔ امام سبکی اور ان کے علاوہ دیگر آئمہ نے کہا بدعت کا اطلاق اس نئے امر پر کیا جاتا ہے

جس کی شریعت میں اصل نہ ہو۔

بدعت محدثہ وہ ہے جو کسی مثال سابق کے موافق ہو اور اس کے بالکل مخالف نہ ہو۔ قرن کریم نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے اس قول کا ذکر کیا۔ ترجمہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک لازم نہیں کیا۔ جب تک کہ ان لوگوں نے خود بخود اپنے اوپر لازم نہ کر لیا۔ تو معلوم ہونا چاہیے کہ اصل میں اسی کے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے وجوب کو رفع کر دیا۔ اور ندب (استحباب) کو باقی رکھا تو پس جس وقت انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا تو ان پر یہ بات لازم ہو گئی۔

وما رعوها حق رعايتها (انہوں نے جس طرح رعایت کرنے کا حق تھا رعایت نہ کی یعنی انہوں نے **رهبانيه محموده** پر صبر نہ کیا **رهبانية محموده** کا مطلب ہے کہ مسلمان کے معاملات کا اہتمام کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے الگ تھلگ ہو جانا۔

یہ بات جس کو بنی اسرائیل نے ابتدائی اپنے امور میں کی۔ پھر انہوں نے عزم کی نیت کو جدا کر لیا۔ **اعلاء كمة الله** سے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں پر غیرت کے نہ ہونے سے۔ اس وجہ سے اللہ نے ان کی مذمت فرمائی کہ ''انہیں جس طرح رعایت کرنے کا حق تھا۔ رعایت نہ کی۔ اسی بات سے ہم یہ خلاصہ ذکر کرتے ہیں کہ ہر ایسی جدید چیز جس کی پہلے سے مثال موجود ہو۔ تو اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ہر لحاظ سے شریعت کے مخالف نہ ہو۔ نیز اس بحث کی تفصیل مصنف کی کتاب **ضوء الشمعة في تحقيق معنى البدعة** میں موجود ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح البیان میں اس آیت (**ورهبانية ِ ابتدعوها**) تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ان کی برائی بیان کی۔ کہ انہوں نے عمل کے دوام کی رعایت نہیں رکھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ

نے ان کے حق میں بدعت کو برقرار رکھا تھا۔ بخلاف اس امت کے کہ ان کے لیے سنت حسنہ کو ان کی شرافت کی وجہ سے برقرار رکھا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی اچھا طریقہ اپنایا۔

جبکہ بعض اکابر علماء نے یہ فرمایا سنت حسنہ کے حوالے سے جو کچھ بھی عبادت کے طور پر ایجاد کیا جائے۔ تو وہ شریعت میں داخل ہے۔ جس شریعت کو لے کر رسل عظام تشریف فرما ہوئے۔ (روح البیان ۱۸\۳۸۴)

سید عبداللہ بن محمد صدیق الغماری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اتقان الصنعة فی تحقیق معنی البدعة'' میں اسی معنیٰ کی تاکید کی۔

آپ نے کہا! کہ اس آیت میں بنی اسرائیل کو رھبانیة کے ایجاد کرنے پر عیب نہیں لگایا گیا۔ کیونکہ اس سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ارادہ کیا۔ بلکہ عیب انہیں اس بات پر لگایا گیا کہ انہوں نے جس طرح اس کی رعایت کرنے کا حق تھا رعایت نہ کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بدعت حسنہ مشروع ہے۔
(اتقان الصنعۃ فی تحقیق معنی البدعۃ ص ۱۶)

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا۔ جس کو طبرانی نے معجم الاوسط میں روایت کیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض فرمائے ہیں۔ جبکہ رمضان میں قیام (نماز تراویح) فرض نہیں فرمایا۔ تو قیام (نماز تراویح) ایک ایسی چیز ہے جسے تم نے خود ایجاد کیا۔ پس اب تم اس پر ہمیشگی اختیار کرو۔ اس طرح بنی اسرائیل کے لوگوں نے ایک بدعت کو ایجاد کیا۔ تو اللہ نے ان کے اس بدعت کو چھوڑنے پر برائی بیان کی۔ ''ورھبانیة ن ابتدعوھا ماکتبناھا علیھم الاابتغاء رضوان اللہ فمارعوھا حق رعایتھا'' (مجمع الزوائد ۳\۱۳۹)

حافظ ھیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا کہ اس حدیث کے راویوں میں سے ایک

راوی زکریا بن ابی مریم جن کو امام نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۳\۱۳۹)

جبکہ محدث السید عبد اللہ بن صدیق نے کہا۔ زکریا بن ابی مریم کو ابن دیان نے ثقہ راویوں میں ذکر کیا اور امام نسائی نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہیں۔ اور امام دار قطنی نے کہا کہ ان پر اعتبار کیا جائے گا اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو استنباط کیا۔ وہ صحیح ہے۔

سوم

کسی چیز کے بارے میں دلیل کا نہ ہونا اس کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ نیز مجہول پر اعتماد تو سرے سے مردود ہے۔ جلدی میں لکھی ہوئی اس بات کے بارے میں اتنا کافی ہے کہ میں اس بارے میں ابن قیم کا قول نقل کروں۔

ابن قیم کے سامنے فوت شدگان کے لیے قرآن خوانی کرانے کے بارے میں اعتراض کیا گیا تو اس نے کتاب الروح میں کہا جس کی عبارت یہ ہے۔ معترض نے یہ کہا کہ سلف میں سے کسی ایک نے بھی یہ کام نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے کہ معترض کو اس بارے علم ہی نہ ہو۔ تو یہ بات عدم علم کی نفی پر دلیل ہے۔ کیا معلوم کہ سلف صالحین ایسا کرتے رہتے ہوں۔ اور موجودہ لوگوں میں سے کسی نے مشاہدہ نہ کیا ہو۔

چہارم

حدیث من احدث فی امرنا ھٰذا الخ کا ایک خاص مفہوم ہے۔ حدیث مذکور سے یہ مراد ہے کہ نئی بات سے وہ بات مراد ہے جو اصول دین سے متصادم ہو۔ جس کی دین میں اصل نہ ہو۔ تو اس کا مفہوم یعنی مفہوم مخالف یہ ہوگا کہ جس نے کوئی نیا کام ایجاد کیا۔ تو وہ اس میں سے ہو۔ یہ مردود نہیں ہے۔

قرآن مجید کی تدوین۔ اسے ملکوں میں بھیجنا۔ موجودہ صورت میں مدارس کا بنانا' سرائیں بنوانا' علوم عالیہ کو وضع کرنا' نماز تراویح میں اقامت کہنا اور حرم میں نماز تہجد کی جماعت کرانا اور اس کے علاوہ امور کو کسی نے بھی بدعت مذمومہ نہیں کہا۔ معترضین نے

راہ فرار اختیار کی۔ اور ایسے امور کو مصالح مرسلہ کا نام دیدیا جب اصطلاح بنانے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ تو تشدد کس چیز کا؟

پنجم

یقیناً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی اسلام میں ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے۔ (صحیح مسلم ۱۳/۸۷، مسند امام احمد ۳۶۱/۱۴ (ابن خزیمہ ۱۱۲/۱۴) وغیرہ حدیث عام ہے۔ اس لیے کہ نکرہ جب کسی قید عام کے ساتھ مشروط ہو۔ تو یہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ یہ متفق علیہ بات ہے۔ بعض لوگوں نے حدیث کو اپنے ظاہری معنی سے پھیرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے کہا کہ سن کا معنی احیا یعنی اسے زندہ کیا کیونکہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ من سن فی الاسلام سنة سیئة کہ جس نے اسلام میں ایک برا کام ایجاد کیا۔

یہ اعتراض مردود ہے کیونکہ اس قائل کی مردود تاویل کے مطابق کلام کا معنی یہ ہوگا۔ جس نے اسلام میں کسی برے کام کو زندہ کیا۔ یہ بہت ہی برا کلام ہے۔ کیونکہ یہ اس کلام کو مستلزم ہے کہ اسلام میں سنت سیئہ کا وجود ہو۔ ہم رسوائی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تو خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث اس باب میں نص ہے۔ جو غیر کا احتمال بالکل نہیں رکھتی۔ تو جو کوئی اس ظاہری معنی سے اور کوئی معنی مراد لیتا ہے تو اس نے بغیر کسی قرینے یا دلیل کا ظاہری معنی مراد نہ لیا۔

پھر اس بات کے دو محمل ہیں۔ یا تو یہ کہ اس کی مراد درست لینا ہے یا وہ مکابر ہے۔ تو اس مکابر سے تو ہمارا کوئی کلام ہی نہیں۔

ششم

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا ترک صحابہ کرام سے اس کے حرام یا مکروہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ اس لیے کہ ترک کے ساتھ کسی چیز کی نہی وغیرہ مقترن

نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ فقط یہ کہا جا سکتا ہے کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور یہ نہیں فرمایا کہ جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا اس سے رک جاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ ترک کرنا حرام ہونے کا فائدہ نہیں دیتا۔

ترک کے بارے میں زیادہ بحث علامۃ الکبیر محقق سید عبداللہ بن صدیق الغماری الحسنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ ''حسن التفھم والدرك لمسالة الترك'' میں تحریر کی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماٰب)

عارف باللہ علامہ السید امین کبتی المکی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

سبحان اللہ آپ کے میلاد مبارک سے پوری روئے زمین' میں' اپنوں اور غیروں نے بھی سعادت و شرافت حاصل کی۔ آپ کی ولادت کا وہ مبارک دن کہ جس میں دنیا نے پاکیزگی حاصل کی۔ نیز آپ کی مثل زمانے نے کبھی نہیں دیکھی۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ظہور مبارک ہوا۔ آپ کے چمکنے والے انوار وتجلیات سے عقلیں روشن ہوگئیں۔ دنیا میں آپ کی تشریف آوری' خوشیوں' برکتوں اور سعادتوں کو لے کر آنے والی ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔

اسے پیر کی رات آپ نے کس قدر ہمہ گیر شرافت اور دولت حاصل کی۔ دنیا میں تمام روشن راتیں آپ کی نسبت سے نیز آپ چاندنی کی چابی ہیں۔ لیلۃ القدر' عیدین اور معراج آپ کے کمالات سے ہیں۔ جس نے آنکھوں کو روشن کر دیا۔ آپ نے تاریخ میں اعلیٰ ترین مقام پایا۔ جس کی بلندی کا اعلان زمانے نے کیا آپ کے محاسن نے زمانے کی آنکھ اور کانوں کو بھر دیا۔ اسے ہمارے لیے باعث خوش خبری'

اے وہ رات کہ جس کی فضیلت والی گھڑیاں ہمارے ذہنوں میں گردش کرنے والی ہیں اور جس نے تدریجاً دنیا کو روشن کر دیا۔ دنیا پر گزرنے والی فضیلتوں کا اگر تیرے ساتھ موازنہ کیا جائے۔ تو تو سب پر بھاری ہے۔ نیز اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے مصنف کو ایک قصیدہ لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کا نام انہوں نے ''نفحات الوفا فی عبد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم'' رکھا۔

آج مورخہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۵ ہجری / ۱۰ نومبر ۲۰۰۴ء بروز بدھ بعد از نمازِ مغرب بلوغ المامول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ جشن آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ربّ ذوالجلال بندہ کی اس حقیر کاوش کو میرے لئے اور میرے والدین، اساتذہ کرام اور خاندان کے افراد کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محبوب احمد چشتی

شاہ جمال ضلع مظفر گڑھ

حال مقیم جامعہ مسجد حنفیہ غوثیہ

کوکب سٹریٹ نمبر ۳ ملک پارک بلال گنج لاہور

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

۱۰ نومبر ۲۰۰۴ء

نغمۂ توحید

قلب کو اس کی روئیت کی ہے آرزو　　جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چارسو
بلکہ خود نفس میں ہے سبحانہ　　عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو
اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ

عرش و فرش و زمان و جہت اے خدا　　جس طرف دیکھتا ہوں ہے جلوہ تیرا
ذرّہ ذرّہ کی آنکھوں میں تو ہی ضیاء　　قطرہ قطرہ کی تو ہی تو ہے آبرو
اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو　　تو منزہ مکاں سے مبرہ زسو
علم و قدرت سے ہر جا ہے تو کو بکو　　تیرے جلوے ہیں ہر جگہ اے عفو
اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ

سارے عالم کو ہے تیری ہی جستجو　　جن و انس و ملک کو تری آرزو
یا دمیں تیری ہر ایک ہے سو بسو　　بن میں وحشی لگاتے ہیں ضربات ہو
اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ

نغمہ سنجان گلشن میں چرچا تیرا　　چہچہے ذکر حق کے ہیں صبح و مسا
اپنی اپنی چہک اپنی اپنی صدا　　سب کا مطلب ہے واجد کہ واحد ہے تو
اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ

طائران جناں میں تری گفتگو　　گیت تیرے ہی گاتے ہیں یہ خوش گلو
کوئی کہتا ہے حق کوئی کہتا ہے ہو　　اور سب کہتے ہیں لاشریک لہ
اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ ، اَللّٰہُ

بلبل خوش نوا طوطی خوش گلو　　زمزمہ خواں ہیں گاتے ہیں نغمات ہو
قمری خوش لقا بولی حق سرہ　　فاختہ نے پکارا کہ اے دوستو

اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ

ہے زبان جہاں حمد باری میں لال دم کوئی حمد کا مارے کس کی مجال
تا بہ امکان ہم رکھتے ہیں قیل و قال اس کو مقبول رحمت سے فرما لے تو

اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ

عفو فرما خطائیں مری اے عفو اور توفیق نیکی کی دے مجھ کو تو
عادت بد بدل اور کر نیک خو جاری دل کر کہ ہر دم رہے ذکر ہو

اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ

ٹھنڈی ٹھنڈی نسیمیں چلیں سرے رب فتنوں کی دھول سے پاک ہو اب عرب
ایسا برسا بہادے جو خاشاک سب تیری رحمت کے بادل گھریں چارسو

اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ

رحم فرما خدا یا حرم پاک ہو تو نے تقدیس بخشی ہے جس خاک کو
دفع فرما وہاں ہیں خطرناک جو اور گار بجلیاں قہر کی بر عدو

اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ

نور کی تیرے ہیں اک جھلک خوبرو دیکھے نوری تو کیونکر نہ یاد آئے تو
ان کا سرور ہے مظہر ترا ہو بہو من رانی راء الحق ہے حق مو بمو

اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ

خواب نوری میں آئیں جو نور خدا بقعہ نور ہو اپنا ظلمت کدا
جگمگا اٹھے دل چہرہ ہو پرضیا نوریوں کی طرح شغل ہو ذکر ہو

اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ

(حضرت مفتی ہند مصطفےٰ رضا خان صاحب قبلہ جانشین حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ)

مرتب مولانا علامہ عبدالغفار صابری

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے عرش کے چاند آرہے ہیں
جھلک سے جن کی فلک ہے روشن وہ شمس تشریف لا رہے ہیں

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شب ولادت میں سب مسلمان نہ کیوں کریں جان و مال قربان
بولہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

زمانہ بھر میں یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں انہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت دبلک فحدث
خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

تمام دنیا ہے ملک جن کی ہے جو کی روٹی خوراک ان کی
کبھی کھجوروں پہ ہے گزارا کبھی چھوڑے ہی کھا رہے ہیں

پھنسا ہے بحرالم میں بیڑا بچے خدا نا خدا سہارا
اکیلا سالک......ہوا مخالف ہموم دنیا ستا رہے ہیں

(حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ)

سلام

اختر برج رفعت پہ لاکھوں سلام　　آفتاب رسالت پہ لاکھوں سلام
مجتبیٰ شان قدرت پہ لاکھوں سلام　　مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مولد ذات یکتا پہ یکتا درود　　آمد شاہ والا پہ اعلےٰ درود
تاقیامت شب و روز صدھا درود　　فضل پیدائشی پہ ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

دل کش و دلربا پیاری پیاری پھبن　　خود پھبن نے بھی دیکھی نہ ایسی پھبن
جس پہ قربان اچھی سے اچھی پھبن　　اللہ اللہ ! وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا کی بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

رہبر دین و دنیا پہ بے حد درود　　شافع روز عقبیٰ پہ بے حد درود
ہم ضعیفوں کے ملجا پہ بے حد درود　　ہم غریبوں کے آقا پہ بے د ر ود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جسکے جلوے زمانے میں چھانے لگے　　جسکی ضوء سے اندھیرے ٹھکانے لگے
جس سے ظلمت کدے نور پانے لگے　　جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

ابرجودو عطا کس پہ برسا نہیں؟　　تیرا لطف و کرم کس پہ دیکھا نہیں؟
کس جگہ؟اور کہاں؟ تیرا قبضہ نہیں　　اک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت لاکھوں سلام

(سید محمد مرغوب اختر الحامدی رحمۃ اللہ حیدر آباد)

قصیدۂ بہاریہ

(آمد بہار ماہ ربیع الاول)

اودی اودی بدلیاں گھرنے لگیں
ننھی ننھی بوندیاں برسا چلیں

ندیاں پھر آنکھیں دکھلانے لگیں
چھوٹی چھوٹی جھیلیں پھر لہرا چلیں

جھومتی آئیں نسیمیں ، نرم نرم
پتلی پتلی ڈالیں لچکا چلیں

دل کھلے ، کانوں میں رس پڑنے لگے
خوشنوا چڑیاں ترانے گا چلیں

ترانوں کی بینو ں میں پھر لہرا بجا
گیسوؤں کی ناگنیں لہرا چلیں

باغ دل میں وجد کے جھولے پڑے
آرزوئیں پھر ملاریں گا چلیں

سرخ ، سبز ، اودی ، سنہری بدلیاں
دن ڈھلے کیا چنریاں رنگوا چلیں!

پھر نظر میں گدگدی ہونے لگی
دھانی دھانی بوٹیاں پھڑکا چلیں

لہلہاتا کھلکھلاتا ، واہ واہ!
پتیاں ، کلیاں ، قیامت ڈھا چلیں

اُمڈی ، گرجیں ، چمکیں ، کالی بدلیاں
بالوں ناداںوں کا دل دھڑکا چلیں

پھر اٹھا پودوں کو جوبن میں ابھار
ننھی ننھی کونپلیں ہریا چلیں

مور کو کے سینۂ پرداغ کے
یاد گیسو کی گھٹائیں آ چلیں

خوب برسیں ، خوب برسیں ، کھل گئیں
کھل کے پھر کچھ دیر میں گرما چلیں

ڈیرے ، جھلیں ، تال ، نہریں ، ندیاں
کچھ کمر تک ، کچھ گلے تک آ چلیں

پھول مہکے ، غنچے چٹکے ، گل کھلے
نو بہاریں جا بجا اٹھلا چلیں

بجرے چھوٹے کشتیاں پڑنے لگیں
نہریں ، لہروں کے مزے دکھلا چلیں

مناجات رضا

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو!
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو!

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادی دیدار حسن مصطفٰے کا ساتھ ہو!

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شور دار وگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو!

یاالٰہی جب جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
ساقیٔ کوثر، شہ جود و عطا کا ساتھ ہو!

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظل لوا ساتھ ہو!

یاالٰہی گرمی محشر سے جب پھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو!

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق، ستار خطا کا ساتھ ہو!

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا ساتھ ہو!

یاالٰہی جب حساب خندۂ بے جا رلائے
چشم گریان شفیع مرتجٰے کا ساتھ ہو!

یاالٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو!

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتاب ہاشمی ، نور الہدیٰ کا ساتھ ہو!

یاالٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ" کہنے والے غم زدا کا ساتھ ہو!

یاالٰہی جو دعائے نیک ،میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا ! کا ساتھ ہو!

یاالٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدارِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو!